عمر خیام

یعنی

اس نامور حکیم اور نجومی شاعر کی سوانح عمری اور

اوسکی

۵۰۰ رباعیات حروف تہجی کے التزام کے ساتھ

مرتبہ

منشی جے نرائن صاحب ورما مالک رسالہ ناول لکھنو

ناظرین کی دلچسپی کے لئے

بہ تحفظ حقوق
مطبع منشی نجم الدین ورما واقع لکھنؤ مین چھپا
سنہ ۱۹۰۵ء

دفتر رسالہ ناول امین آباد لکھنؤ مین فروخت کے لیے موجود ہین

تسخیر - شہر اور دیہات کی طرز معاشرت مین فرق - غریب دیہاتیون کی وہ سادگی آمیز غلطیان جو انسے طرز معاشرت کے برتنے مین ہو جایا کرتی ہین - ہر ایک تمسخر آمیز اور ظرافت انگیز سین سے کشت زعفران ہی گولڈ اسمتھ کے ڈراماٹک اسٹوپس ٹو کانکر کا ترجمہ حجم ۹۶ صفحہ قیمت ۸/

دہوکا یا طلسمی فانوس مسٹر رینالڈ کے ایک اچھوتے دلکش نصیحت خیز عبرت آمیز ناول کا ترجمہ جسمین عجیب دلاویز پیرایہ مین دکھایا گیا ہی کہ دنیا کے معاملات کا ظاہر کچھ ہوتا ہی اور باطن کچھ اور بادی النظر مین جو کچھ نظر آئے اُسپر اعتبار کر کے رائے قائم نکرنا چاہیے مترجمہ اڈیٹر اودھ پنچ حجم ۴۰ صفحہ

روز البرٹ - انگلستان کے جادو نگار مسٹر جی ڈبلو رینالڈس کے مشہور و معروف ناول کا ترجمہ جسمین ایک غیور نیک طینت حسن فروش پادری کی بیٹی کی سوانح عمری کچھ اس نصیحت آمیز موثر اور دلچسپ پیرایہ مین درج ہی کہ جبتک سارا ناول ختم نہو جائے طبیعت کو قرار نہ آئے - انگلستان کے امرا کا کچا چٹھا جوش کا جوش حسن کی مقناطیسی کشش پھر اگر نتیجہ کو غور کیجئے تو سراپا نصیحت ہی ضرور ملاحظہ فرمائے کامل دو حصون مین مجلد حجم ۲۵۶ صفحہ قیمت عیا/

نیرنگ مسٹر رینالڈ کے ناول فشر مین کا ترجمہ خود غرضی اور وفاداری کی عکسی تصویر عاشق مزاجو کے لیئے بیز دلدوز دقیقہ سنجون کے لیئے اعلیٰ درجہ کا نتیجہ خیز نارضامندی کی شادی کے نتائج حجم ۹۲ صفحہ قیمت ۱۰

کارزار صلیبیہ یعنی داستان سلطنت بیت المقدس جسمین ملکی - مالی - تمدنی - اور اخلاقی حالات شاہان فرنگ و اسلام - زنگی و سلجوقیہ تاتاریون - مملوکیون - امرا اور انکے عیش و نشاط - عدالتون حاکمون - قوانین و رسم و رواج - رعایا غازیون آلات حرب علوم و فنون علما کی کیفیتین علاوہ انکے جنگہای صلیبی کے فرائض نہایت دلچسپی کے ساتھ درج ہین باتصویر ٹی اے آر جی جارلس التھرج کنگسفورڈ صاحب کی تاریخ کروسیڈس کا اردو ترجمہ تقریباً بیس جزو قیمت .... چار/

کلثوم - ایک حسین لڑکی کو اوسکے اصلی ورثہ سے محروم رکھنے کی چالین لکھنؤ کی ایک لنگاڑی کی کارستانیان ۸/

زعفران زار - یعنی اُن لاجواب مضامین کا انتخاب جو لکھنؤ کے آزاد و ظریف اخبار اودھ پنچ کے ساتھ شائع مین شایع ہوے تھے اور جو ظرافت کی جان اور لٹریچر کی روح روان ہین - مردہ دلونکے ساتھ مسیحائی کرنا روتون کو ہنسانا اور ہنستون کو لوٹن کبوتر بنانا اس رسالہ کا ادنی کرشمہ ہے قیمت ....



عمر خیام

عمر خیام سنہ عیسوی کے گیارھوین صدی کے آخر نصف حصہ مین نیشاپور مین جو خراسان مین ہے پیدا ہوا تھا اور بارھوین صدی کے شروع پچیس سال مین اس جہان سے رخصت ہو گیا - اسکی زندگی کے مختصر حالات دو اور شخصون کے واقعات کے سلسلہ مین جو اپنے زمانے مین بڑے مشہور و معروف تھے عجب طور سے الجھ گئے ہین - انھین کا ایک اپنی دوستون کے قصہ کو بیان کرتا ہے - اسکا نام نظام الملک ہے اور وہ الپ ارسلان کا جو طغرل بیگ تاتار کا بیٹا تھا اور ملک شاہ کا جو اسکا پوتا تھا وزیر اعظم رہا ہے طغرل بیگ وہ ہے جسنے فارس کی سلطنت کو محمود اعظم کے کمزور جانشینون سے چھین کر خاندان سلجوقیہ کی جسنے یورپ کو صلیبی جنگون کے لیے بھڑکایا تھا بنیاد ڈالی - اس نظام الملک نے اپنی وصیت مین جسکو اسنے لکھکر بطور یادگار کے آیندہ مدبرون کے لیے چھوڑا ہے مندرجہ ذیل حالات بیان کیے ہین جسکو مرکھاند کی تاریخ اساسنس سے کلکتہ ریویو نے اس طرح نقل کیا ہے -

"خراسان کے بڑے جلیل القدر اور دانشمند لوگون مین سے امام موفق نیشاپوری تھے جنکی ہر ایک بڑی عزت و حرمت کرتا تھا - خدا کی رحمت انکی روح پاک پر ہو - انکے جاہ و جلال کا زمانہ پچاسی برس سے تجاوز کر گیا تھا

اور عام طور سے لوگون کا یہ اعتقاد تھا کہ جس لڑکے نے اُنکے پاس بیٹھکر قرآن مجید اور حدیث شریف کا درس لیا وہ بلاشبہہ ناموری اور عزت کے درجہ تک پہونچا۔ اِسی وجہ سے میرے باپ نے حکیم عبدالصمد کے ہمراہ مجھے طوس سے نیشاپور بھیجا تاکہ مین اِس بزرگ اُستاد کی رہنمائی سے تحصیل علوم مین اپنے کو مصروف کرون۔ میری طرف ہمیشہ اُنکی عنایت و مہربانی کی نظر رہتی تھی اور بلحاظ شاگرد ہونے کے مجھے بھی اُنسے از حد اُلفت اور خوش اعتقادی تھی۔ اِسطرح اُنکی خدمت مین مین نے چار سال گذارے۔ جب مین پہلے پہل وہان آیا تو مین نے دو اور نو وارد طالبعلمون کو پایا جو میرے ہی ہمعمر تھے۔ یہ حکیم عمر خیام اور بدقسمت حسن بن صباح تھے۔ دونون کو خدا نے عجب ذہن رسا اور ذاتی قابلیتین بخشی تھین۔ ہم تینون ایک دوسرے کے نہایت ہی بے تکلف دوست ہوگئے۔ جب امام صاحب اپنی وعظ کے بعد تشریف لیجاتے تو وہ دونون میرے پاس آتے اور ہم اپنا پڑھا ہوا سبق ایک دوسرے کو سُناتے۔ عمر نیشاپور کا باشندہ تھا اور حسن کے باپ کا نام علی تھا جو اپنی زندگی کو سخت پابندیون کے ساتھ بسر کرتا تھا لیکن جسکے عقاید اور اصول بالکل ملحدانہ تھے۔ ایک دن حسن نے مجھسے اور خیام سے کہا کہ "یہ بات عام طور سے مانی جاتی ہے کہ امام موفق کے شاگرد ضرور خوش نصیب ہوکر رہین گے اب اگر ہم سب کو بھی وہ بات حاصل نہ ہوگی تو یقیناً ہم مین سے ایک کو تو ضرور ہوگی۔ اس حالت مین ہم مین کونسا اقرار اور معاہدہ ہونا چاہیے ؟" ہمنے جواب دیا کہ جو تم پسند کرو اُسنے کہا کہ "اچھا اب ہمکو قسم کھانا چاہیے کہ جس کسی کے حصّے مین یہ دولت و عزت پڑے وہ دوسرون کو اُسمین سے برابر برابر حصّہ دے اور اپنی ذات کے لیے کسی طرح برتری مخصوص نہ کرے ؟" ہم دونون نے جواب دیا کہ ہمین منظور ہے اور ان شرائط پر ہمنے ایک دوسرے کے ساتھ عہد واثق کر لیا۔ زمانہ گذرتا گیا۔ مین خراسان سے ماوراالنہر گیا اور غزنی و کابل پھرتا پھراتا لوٹا اور ایک

عہدے پر مقرر ہو گیا اور سلطان الپ ارسلان کے زمانہ حکومت مین مملکت کا تمام کاروبار میرے سپرد کیا گیا۔

"وہ بیان کرتا جاتا ہے کہ بہت سے سال گذر گئے اور اُسکے دونون مدرسے کے پرانے دوستون نے اُسے ڈھونڈھ نکالا۔ وہ آکر اُسکی دولت وحشمت مین اپنے حصون کے طلبگار ہوے جسکے زمانہ تعلیم مین اُنھون نے قسم کھائی تھی۔ وزیر نہایت فیاض تھا اور اپنے وعدہ پر قایم رہا۔ حسن سلطنت مین ایک عہدہ کا خواستگار ہوا جسے سلطان نے وزیر کی سفارش پر اُسے عطا فرمایا لیکن درجہ بدرجہ ترقی کرنے سے قانع نہ ہو کر وہ طرح طرح کی سازشون کی فکر مین جو ایشیائی دربار کا خاصہ ہوتی ہین لگا رہنے لگا اور اپنے محسن کی برباد کرنے کی ایک کمینی کوشش مین ناکامیاب ہونے کے بعد وہ نہایت ذلت سے علحدہ کر دیا گیا۔ بہت سی گردشون اور آوارگیون کے بعد حسن ایران کے اسماعلیہ فرقہ کا سرگروہ بنگیا۔ یہ جاہل متعصب لوگون کی ایک جماعت تھی جو عرصۂ دراز تک گمنامی کی حالت مین پڑی رہی تھی لیکن اس شخص کی مضبوط اور بد اندیش طبیعت نے رہنمائی کرکے اُسکو ایک زبون ذی نفوذ اور ترقی کی چوٹی پر پہونچا دیا۔ سنہ ۱۰۹۰ء مین اُسنے الموت کا قلعہ جو صوبہ رودبار مین ہے چھین لیا۔ یہ صوبہ بحیرہ کاسپین کے جنوب کے پہاڑی ملکون مین واقع ہے۔ اور اسی پہاڑی گھر مین رہکر اوسنے صلیبیون مین "شیخ الجبل" کے نام سے ایک بڑی شہرت حاصل کی اور تمام دنیائے اسلام مین ایک ہیبت سی چھادی۔ یہ امر ابھی تک زیر بحث ہے کہ لفظ اسیسن جسکے معنی قاتل کے ہین اور جو کہ زمانہ حال کی یورپین زبانون مین اُسکی سیاہ اعمالیون کے یادگار کے طور پر موجود ہے لفظ حشیش (بھنگ) سے جسے کھا کر وہ بالکل دیوانے ہو جاتے تھے نکلا ہے یا اُس سلسلہ کے بانی کے نام سے ماخوذ ہے جسکو کہ اُسنے نیشاپور مین دیکھا تھا جبکہ وہ ایک محض طالبعلم تھا۔

"اُس قاتل کے خنجر کے شکارون مین سے اُسکا پرانا ہم مکتب دوست

نظام الملک بھی تھا۔

"عمر خیام بھی وزیر نظام الملک کے پاس اپنے حصے پر حق جتلانے کو آیا لیکن اُسکا ارادہ کوئی خطاب یا عہدہ حاصل کرنیکا نہ تھا۔ اُسنے کہا کہ سب سے بڑی نعمت جو تم مجھے دےسکتے ہو یہ ہے کہ اپنے اقبال کے سایہ مین مجھے کوئی جگہ ایسی عطا کرو جہان رہکر مین اپنے علم کے فواید کو پھیلاؤن اور ارادے وسیع کرون اور تمھاری ترقی عمر و دولت کی دعا مانگتا رہون۔ وزیر کہتا ہے کہ جب اُسنے دیکھا کہ خیام اپنے انکار پر راسخ ہے تو اُسنے بھی اُسے زیادہ مجبور نہین کیا لیکن بارہ سو مثقال زر نیشاپور کے خزانے سے اُسکی پنشن مقرر کردی۔ وہ کہتا ہے کہ نیشاپور مین عمر خیام اسی طرح رہا اور مر گیا۔ اور ہمیشہ ہر قسم کا علم حاصل کرنے مین مشغول رہا۔ خاصکر علم نجوم جسمین اُسنے بہت بڑی شہرت حاصل کی۔

"ملک شاہ کی سلطنت کے زمانہ مین وہ مرو مین آیا اور اپنے علمی کمالات کی وجہ بہت بڑا نام حاصل کیا۔ اور سلطان نے بھی خاص عنایتین اُسپر مبذول فرمائین۔

"ملک شاہ نے جب ارادہ کیا کہ جنتری مین کچھ اصلاح کرے تو عمر خیام بھی اُن آٹھ بڑے بڑے عالمون مین سے تھا جو اس کام کے لیے مقرر ہوے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ جلالی (جو بادشاہ کے ایک نام جلال الدین سے موسوم ہے) پیدا ہوا۔ گبن لکھتا ہے کہ یہ زمانہ کے شمار کا طریقہ جولین کے طریقے سے بھی بڑھ گیا اور گریگوری کے طریقے کے برابر صحت اور درستگی مین جا پہونچا اُسنے چند نجوم کے خانے جو زیج ملک شاہی کے نام سے مشہور ہین ترتیب دی اور فرانسیسیون نے ابھی عربی مین اُسکے ایک الجبرے کی کتاب اور اُسکا ترجمہ چھاپا ہے۔

اُسکے تخلص۔ (خیام) کے معنی ایک خیمہ بنانے والے کے ہین اور یہ کہا جاتا ہے کہ ایک زمانہ مین وہ یہی پیشہ کرتا تھا۔ شاید نظام الملک کی

نیامی سے پہلے ہو جسنے کہ اُسے بعد مین آزادی اور استغنا کی حالت پر پہونچا دیا تھا - اِسی طرح اور بہت سے ایرانی شاعرون نے اپنا تخلص اُسی پیشہ سے نکالا ہے جسے وہ کیا کرتے تھے شلاً "عطار" جو دوا بیچنے والے کو کہتے ہین حضرت فرید الدین کا تخلص تھا "خمار" جسکے معنی تیلی کے ہین شمس الدین محمد تبریزی کا تخلص تھا عمر خیام اپنی ایک رباعی مین اپنے تخلص کی طرف اشارہ کر کے یہ کہتا ہے کہ "عمر خیام جسنے کہ سائنیس اور علوم کے خیمے کو سیاہ ہے غم کی آگ مین گر پڑا اور جلگیا قسمت کی قینچی نے اُسکی زندگی کے خیمے کی طنابون کو کاٹ ڈالا اور امید کی دلال نے اُسے بالکل مفت بیچ ڈالا"

اُسکی سوانح عمری مین سے ہمکو صرف ایک قصہ اور معلوم ہے جسکو ہم یہان بیان کرتے ہین - یہ ایک دیباچہ مین جو کبھی کبھی اُسکے اشعار کے ساتھ لگا ہوتا ہے لکھا ہوا ہے "بڑے اسنے لوگون کے واقعات مین یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ دانشمندون کا بادشاہ عمر خیام نیشاپور مین ۵۱۷ھ (۱۱۲۳ء) مین اس جہان سے رخصت ہوا - سائینس مین یہ اپنا نظیر نہین رکھتا تھا اور یہی اُسکی عمر کے کمالات مین سے ہے - خواجہ نظام سمرقندی جو اُسکا ایک شاگرد تھا یہ قصہ بیان کرتا ہے -

"مین اکثر ایک باغ مین اپنے اُستاد عمر خیام سے باتین کیا کرتا تھا ایکدن اُسنے کہا کہ میری قبر ایک ایسی جگہ پر ہوگی کہ باد صبا گلاب کے پھولون کو لا کر اُسپر بکھیر دیا کریگی" اسپر مجھکو تعجب ہوا لیکن مین یہ بات جانتا تھا کہ یہ کوئی مہمل اور بے معنی الفاظ نہین ہین - کئی برس کے بعد جب مجھے نیشاپور جانیکا اتفاق ہوا تو مین اُسکے آخیر آرامگاہ پر پہونچا اور کیا دیکھتا ہون کہ وہ ایک باغ سے ملی ہوئی باہر کی طرف واقع ہے اور پھولون اور پھلون سے لدے ہوئے درخت دیوار سے باہر شاخین نکالے ہوئے اُسکی قبر پر پھول نثار کر رہے ہین یہانتک کہ قبر بھی اُنمین چھپ گیا ہے"

یہانتک کلکتہ ریویو سی نقل کیا گیا ہے - اِسکا مصنف جبکہ عمر خیام کی قبر سے کچھ

اِس قصہ کو ہندوستان مین پڑھ رہا تھا تو کسی نے اُسے سمرد کا واقعہ یاد دلایا کہ اسی طرح اُسے بھی آرشمیدس کی قبر سراقیوس مین گھاس اور پتون سے ڈھکی ہوئی ملی تھی -

اگرچہ سلطان کی طرح طرح کی خسروانہ عنایتین اور مہربانیان عمر کے حال پر رہتی تھین - مگر اسکی تقریر اور خیالات کی ابیقورس کی پیروُن کی سی شوخی اور بیباکی نے اِسے اپنی ہی زمانہ اور اپنے ہی ملک مین ہمیشہ ایک بُرواور خودسر کے صورت مین لوگون کے سامنے ظاہر کیا - یہ کہا جاتا ہے کہ صوفیہ فرقے والے جنکی یہ ہمیشہ ہنسی اور مذمت کیا کرتا تھا اُسے بالخصوص خوف اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے - اِن لوگون کا مذہب اگر تصوف اور اسلام کے ظاہری اقرار کے پردے سے جسمین عمر خیام کسی طرح اپنے کو نہین چھپا سکتا تھا باہر نکالکر صاف روشنی مین دیکھا جائے تو اسکے اصول اور طریقے سے کہین کم ظاہر ہوگا - اِسکے شاعرون نے جسمین (علاوہ فردوسی کے) حافظ بھی شامل ہین اور جو ایران مین کثرت سے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمر خیام کے خیالات اور مضامین سے بہت کچھ اخذ کیا ہے لیکن تصوف کے رنگ مین لیجا کر اور اُنہی لوگون کے مذاق کے موافق بنا کر جو اُسکے صوفیانہ معنی لیتے ہین اپنے طرز مین بیشک خوب پھلے پھولے ہین - وہ لوگ جنسے اُنکا خطاب ہے اُسیقدر جلدی توہم اور اشتباہ کو قبول کر لینے والے ہین جسقدر جلدی ایمان کے طریقے پاکیزگی اور عقیدے کو اور اُسیقدر جلدی جسمانی لذائذ کو محسوس کرتے ہین جسقدر دماغی کو - اِن دونون قسم کی لذتون یعنی جسمانی اور دماغی کو وہ ایکجا کر کے اِسقدر محظوظ ہوتے ہین کہ کبھی تو نہایت آزادی اور جوش مسرت سے اپنے شاعرانہ طرز مون کے بازوؤن پر سوار ہو کر آسمان کی سیر کرتے ہین اور کبھی زمین پر آتے ہین اور کبھی اِس جہان مین گذر کرتے ہین اور کبھی دوسرے ہی جہان مین غائب ہوجاتے ہین اسطرح سے کہ دونون جہانون مین اُنکا وجود

سمجھا جاے - اِس بات مین عمر خیام کا دل اور اُسکا دماغ دونون آئنے کی طرح
شفاف تھے - اسپنے اِس خیال مین ناکامیاب ہوکر کہ انسان کے باگ سواے
تقدیر کے اور کسی کے ہاتھہ مین نہین ہے اور سواے اس جہان کے اور کوئی
جہان نہین ہے اُسنے اِسی عالم کے ظاہرا چیزون سے متمتع ہونے مین اپنی فلاحیت
سمجھی اور اس بات کو سب پر مقدم سمجھا کہ دنیاوی لذائذ کے ذریعے سے روح کی
تسکین اشیاے ظاہری کے موافق جیسی وہ دکھائی دیتی ہین کرنا چاہیے - نہ یہ کہ
اُسکو بیفائدہ اضطراب اور تشویش کی حالت مین صرف اس خیال سے رہنی
دینا چاہیے کہ اُن چیزون کے اور کیا معنی ہو سکتے ہین اور اُسنے کون سا نیا مطلب
اور پیدا ہو سکتا ہے - مگر یہ دیکھا گیا ہے کہ اُسے کوئی دنیاوی لالچ یا طمع نہ
تھی صرف یہ ہو سکتا ہے کہ اُسے جسمانی لذائذ کو دماغی قوتون کے لطف پر
ترجیح دینے مین کسی قسم کے مسخرانہ یا ظریفانہ جیسے کوئی خوشی حاصل ہوتی ہون -
اگرچہ اِس ترجیح مین اسی اُن سوالون کا جواب نہین ملا جنمین اِسے عام لوگون
کی طرح دلچسپی تھی تاہم یہ ایک ایسی بات تھی جس سے اسے کچھ نہ کچھ خوشی ضرور ہوتی ہوگی
بہرحال جو کچھ وجہ قرار دیجاے عمر خیام اپنے ملک مین کبھی ہردلعزیز نہ ہوا
اور یہی سبب ہے کہ اِسکی تصانیف دوسرے ملکون مین بہت کم پھیلین - اشعار کے
نسخے جیسے اور ایشیائی قلمی نسخے ہوتے ہین جو حد سے زیادہ خراب اور خستہ
ہوگئے ہون - خود مشرقی ممالک مین اسقدر کم ہین کہ باوجودیکہ آج مغرب
مین علوم کا آفتاب چمک رہا ہے اور دیگر دست و بازو کے ذرائع درجہ کمال
تک پہونچ گئے ہین تاہم چند ہی بمشکل وہانتک پہونچ سکے ہین نہ تو انڈیا ہوس
مین اِسکا کوئی نسخہ ہے اور نہ پیرس کے ببلیوتھیک نیشینل مین - انگلستان مین
صرف ایک نسخہ نمبر ١٤٠ نسخہ جات اوسلی مسٹر باڈلی کے کتبخانہ آکسفورڈ مین موجود
ہے اور شیراز کا سنہ ٨٦٥ھ کا لکھا ہوا ہے جسمین صرف ١٥٨ رباعیان ہین - ایک
کلکتہ کے ایشیاٹک سوسائٹی کے لائبریری مین ہے جسمین رباعیون کی تعداد

بہت سی غلطیون اور تکرار کے بعد ۵۱۶ تک پہونچی ہے وان ہومر اپنے ایک نسخے کے متعلق کہتا ہے کہ اُسمین قریب ۲۰۰ کے رباعیان ہین اور ڈاکٹر اسپرنگر کی تحریر کے موافق لکھنؤ کے ایک نسخے مین اِسکی دوچند ہین لیکن ابھی ایک نسخہ کلکتہ سنہ ۱۸۳۶ء کا چھپا ہوا ملا ہے جسمین ۴۳۸ رباعیان ہین اور اُسکے ضمیمہ مین ۵۴ اور مندرج ہین جو مختلف نسخون سے نقل کرکے جمع کی گئی ہین۔ کلکتہ اور اکسفورڈ کے نسخون کے کاتبون نے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک عہد کرکے لکھا ہے۔ ہر ایک نے ایک رباعی سے (بلا خیال اچھی یا بُری کے) بلحاظ ابجد کے ترتیب دینے کے ابتدا کی ہے۔ آکسفورڈ والا ایک عذر یہ رباعی سے شروع کرتا ہے اور کلکتہ والے نے ایک شکوہ اور سرزنش کی رباعی سے ابتدا کی ہے جسکے متعلق یون کہا جاتا ہے کہ (جیسا اُسکے حاشیہ پر درج ہے) کہ عمر خیام کا یہ خیال ایک خواب سے پیدا ہوا تھا جسمین اُسکی ماں نے اُسکی آئندہ قسمت کے متعلق پوچھا تھا اُس رباعی کا مطلب یہ ہے "او تو جسکا کہ دل اُن لوگون کے لیے دکھتا ہے جو دوزخ مین جل رہے ہین جنکے شعلے جب تیری باری آئیگی تجھے بھی کھانا پڑینگے۔ کبتک جلائے جاؤگے کہ خدا انپر رحم کرے؟ بھلا تو کہان اُنھین سکھا سکتی ہے اور وہ کہان تیری بات) سیکھ سکتے ہین؟"

مسٹر طامس باڈلی ولیل آکسفورڈ کے لائبریری مین جو نسخہ موجود ہے شروع کی رباعی ہمہ اوست کے مسئلہ کی تائید کرتی ہے۔ اِسکا مطلب یہ ہے "اگر مین نے خود کسی سست مذہب یا طریقے پر رہکر نیکی کے جواہرون کو بہت ڈھیلا پرو دیا ہے تو صرف یہ ایک چیز میری نجات کے لیے شفیع ہو سکتی ہے کہ مین نے ایک کو دو کبھی نہین کہا"

ریویور نے جس سے ہمے عمر خیام کی زندگی کے حالات ملے ہین ترفیس سے خیام کا بلحاظ جودت طبیعت اور خصائل کے اور بلحاظ حوادثات زمانہ کے جسمین ان دونون کی عمر گذری مقابلہ کرکے اپنے بیان کو ختم کیا ہے

وہ دونون بلاشبہ نہایت نازک - مضبوط اور صاف اور اعلیٰ طبیعت کی تھی دونون کے خیالات نہایت ستھرے - اور دونون کے دل مین انصاف اور سچائی کی آرزو بھری ہوئی تھی -

جو حق بجانب اپنے ملک کے مذہب اور اُسکی پوچ اور باطل پیروی سے منحرف ہوے ہین - لیکن جن اصولون کا اُنھون نے نہ وبالا کر دیا اُنکی بجاے وہ ایسی خوشی آیندہ اُمیدون کو اپنے دل مین جگہ نہین دیسکتے جسطرح سے اور لوگون سنے کر کے اپنے واسطے ایک قانون بنالیا ہے باوجودیکہ اُسکے پاس اِسقدر زیادہ اچھا رموز دانی کا کوئی ذریعہ نہین تھا - سقروکشش نے بیشک اُن تمام اسباب کے ساتھ جو ابی قورس نے اُسے مہیا کر دیے تھے ایک بہت بڑی کل بنانے کے منصوبے سے جو یکایک اُسکی رائی مین پیدا ہوا تھا اپنے آپ کو کچھ اطمینان دے لیا تھا - اور ایک ایسے قانون کے مطابق عمل کرتا تھا جس مین کچھ اجتہاد کی ضرورت نہین - اسطرح سے بجاے اپیقوری درشتی وضع کے زینو کی طریقت کی سختی مین اپنے دل کو جمع کر دنیا کے نگلی ڈراسے پر جیسی کہ وہ خود ایک ایکٹر تھا غور کرنے کے لیے بیٹھا - لیکن (جسطرح سے وہ خود روسن تیتیرون کی تعریف مین کہتا ہے) پردے کی زرد چمک نے جو دیکھنے والون کے اور سورج کے درمیان مین حایل ہونیکی وجہ سے تھی خود اُسکے اور اُسکے تمام گرد وپیش والون کے رنگ کو بالکل غایب کر دیا - خیام نے زیادتی ناامیدی یا کسی ایسے پیچ در پیچ طریقے سے بے توجہی اختیار کرنے کی وجہ سے جس کا نتیجہ بجز ایک مایوسی کی مجبوری کے اور کچھ نکلا اپنے علم اور فہم دونون کو ایک ترش یا خوش مذاقی کے ساتھ عام بربادی کی حالت مین جو کہ اُنکی جھلکیون سے جو کسی طرح کافی نہین ہوتین دنتاً فوقتاً ظاہر ہو جاتی ہے پھینک دیا اور لذائذ نفسانی کو زندگی کا بہت بڑا مقصد قرار دیکر الوہیت کے خیالی مسائل - تضاد وقدر - مادہ - روح - نیک وبد - اور اسیطرح کے

اور مسئلون سے اپنا دل بہلایا گیا - یہ مسائل ایسے ہین جنکی ابتدا کرنا بمقابلہ انمین
کمال حاصل کرنے کے زیادہ آسان ہے -

اصل رباعیون کا جسطرح پر وہ ہین ایک کا دوسرے سے کوئی
تعلق نہین ہے ہر ایک مین چار چار مصرعے ہین اور گو کہ انکی میزان مختلف ہو
لیکن برابری مین سب یکسان ہین - بعض وقت تو سب مصرعہ مقفا ہین مگر اکثر کا
تیسرا مصرعہ غیر مقفا ہے اور کسیقدر یونانیون کی اس خاص قسم کی شاعری سے
ملتا جلتا ہے جسمین ہر تیسرا مصرعہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شعر کے تموج کو چوتھے
مصرعے تک بڑھنے نہین دیتا اور جو لہر اُسپر گرتی ہے اُسے برابر اٹھائے رہتا
ہے - اس ایشیائی طرز و طریقے کے مصرعون کی صورت مین تمام رباعیان
بترتیب ابجد ایک دوسرے کے بعد - کہین پر سنجیدہ اور کہین ظرافت آمیز آتی
چلی آئی ہین - انگریزی مین جو اسکا ترجمہ ہوا ہے اُسکی ترتیب انگریزی دمغلی
نظمون کے طریقے پر ہے جسمین کہ شراب پینا - خوشی منانا اسطرح کے مضامین کا
ذرا کم خیال کیا گیا ہے جو کہ (صحیح ہو یا غیر صحیح) اصل کتاب مین بہت زیادہ تواتر
کے ساتھ آئے ہین - لیکن نتیجہ دونون حالتون مین قابل افسوس ہے سب سے
زیادہ قابل افسوس شاید وہان پر ہے جہان کہ عمر و خیام نہایت خودنمائی کے
ساتھ اظہار کرتا ہے - ان سب سے بمقابلہ غصہ کے رنج و غم کے آثار اُسکی
حالت مین بہت پائے جاتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیرون کو
تقدیر کی بیڑیون سے بیفائدہ آزاد کرنا چاہتا ہے اس خیال سے کہ روز فردا
کی جھلک پر شاید کوئی صحیح نظر پڑ جائے لیکن اُسے امروز ہی سے نجات نہین
ملی (جسنے کہ بہت سے روز فردا کو اپنی چال مین تھکا دیا ہے) اور وہ اس ہی
مین یہ سمجھکر کہ یہی صرف ایسی زمین ہے جسپر کھڑا ہو کر وہ ذرا قدم ٹیک سکتا ہے
برقرار ہو گیا ہے گو کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لیئے اسپر سے
اُسکے پیر پھسل پھسل جاتے ہین -

جس زمانہ مین کہ عمر خیام کی رباعیات سے اِس ترجمہ کی طبع ثانی تیار ہورہی تھی مانشر نکولس فرانسیسی کانسل مقیم رشت نے ایک طہران کے چھپے ہوے نسخے کو جسمین چارسو چونسٹھ رباعیان تھین مع اپنے ترجمے اور حواشی کے نہایت عمدگی کے ساتھ چھپوایا تھا۔ مانشر نکولس جن کے مطبوعہ نسخے نے مجھے بہت سی باتون کا خیال دلایا اور نہ دوسرے ہی طرز کے امور کو ظاہر کیا عمر کو ابیقورس کے ڈھنگ پر جیسا کہ میرا خیال اُسکے لغوی معنون کو دیکھکر ہے نہین مانتا بلکہ وہ اوسے تصوف کے رنگ پر لیگیا ہے وہ کہتا ہے کہ شراب و ساقی وغیرہ کی صورت مین جیسا کہ لوگ حافظ کی نسبت خیال کرتے ہین خیام کو خدا کا جلوہ نظر آتا تھا۔ مختصر یہ کہ اُسے بھی وہ مثل اور دوسرے شاعرون کے ایک صوفی مزاج شاعر سمجھتا ہے لیکن مجھے اپنی راے تبدیل کرنے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی مین نے اِس راے کو بارہ برس سے زیادہ ہوے جب قایم کیا تھا اُسوقت سب سے پہلے عمر کو ایک ایسے شخص نے مجھے دکھلایا تھا جس کا مین جو کچھ مین نے علوم شرقی سے پڑھا ہے ہمیشہ اسلیے مرہون احسان رہونگا۔ اور اِس سے زیادہ اور علوم کا بھی اُسکا شکر گزار رہونگا۔ (کیونکہ جو کچھ اور مجھے علوم مشرقی سے آتا ہے وہ سب اُس ہی کے بدولت ہے)۔ وہ عمر کے فہم و ذکا کا اِسقدر مدّاح تھا کہ اگر اُسکے امکان مین ہوتا تو اُسکے ایسے مطالب جیسے مانشر نکولس پیدا کرتے ہین بخوشی منظور کر لیتا مگر حقیقت مین وہ ایسا کبھی نہین کر سکتا تھا اور یہ بات اُسکے مضامین سے جو کلکتہ ریویو مین چھپتے رہتے ہین اور جنکا ایک بڑا حصہ ابھی ہمنے اوپر نقل کیا ہے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے۔ اِس مین وہ فی نفسہ نظم سے اور شاعر کے اُن واقعات سے جو بہم پہونچے ہین بحث کرتا ہے۔

اگر مانشر نکولس کے اصول کے خلاف اور زیادہ ثبوت کی ضرورت ہو تو وہ اُس ہی کی طرز بیان سے جس مین وہ عمر خیام کی سرگذشت تحریر کرتا ہے معلوم ہو جائیگا جسمین اشعار کے مطالب سے جو حاشیہ پر درج ہین بالکل خلاف

باتین لکھی ہین (اُسکے دیباچے کے سولھوین اور ستھرھوین مضمون کو دیکھو) حقیقت مین جبتک کہ عمر کے عذر خواہ مجھے آگاہ کرین مین بالکل نہین جانتا تھا۔ اُسکے نظم کو ایسے ایسے معنے پہنائے گئے ہین۔ کہ جس شراب کو حافظ نے پیا تھا اور اُسکی تعریف کی تھی وہ جو کچھ ہو مگر عمر نے جو شراب پی وہ انگور کے خالص عرق کی تھی۔ اسے وہ نہ صرف جبکہ اپنے دوستون کے ساتھ عیش و طرب مین مشغول ہوتا استعمال کرتا تھا بلکہ (جیسا مانسٹر نکولس کہتے ہین) اِس غرض سے پیتا تھا کہ اپنے کو عبادت کے اُس جوش تک پہونچا دے جسے اور لوگ شور و شغب کرنے اور ہا تھ پیر مارنے سے بھی حاصل نہین کر سکتے۔ مگر اِسپر بھی کتاب مین جہان کہین مے و ساقی کا ذکر آیا ہے (اور یہ بکثرت ہے) مانسٹر نکولس نہایت ہوشیاری کے ساتھ اسکی شرح لکھتے ہین "خدا" "ذات مطلق" وغیرہ وغیرہ۔ اور حقیقت مین ایسی احتیاط کے ساتھ لکھتے ہین کہ خواہ مخواہ آدمی کو خیال ہوتا ہے کہ یہی اُس صوفی کے جس سے انھون نے اِن اشعار کو پڑھا ہے ہم مشرب اور ہم خیال ہو گئے ہین۔ ایک ایرانی ضرور یہ چاہیگا کہ اپنے ملک کے ایک مشہور و معروف شخص کو اِن الزامات سے بری رکھے اور اُسکی جانب سے عذر خواہی کرے اور ایک صوفی کی یہ غرض ہوگی کہ اُسے اپنے طریق مین داخل کرے جیسے کہ ایران کے بڑے بڑے شعرا شامل ہین۔

مانسٹر نکولس کے پاس اِس بات کی کونسی تاریخی سند ہو کہ خیام نے صوفیانہ خیالات پر اپنے آپ کو مختل کیا تھا۔ ہمہ اوست کے مسائل عقاید جسمانیت اور احتیاج کے اصول کچھ صوفیون یا اُنسے پہلے لقرِ دشس یا اُس سے بھی پہلے ابیقورس کے ساتھ مخصوص نہین تھے۔ شاید کہ یہ ابتدائی فلسفیون اور فکر اور غور کرنے والے آدمیون کے ملحدانہ اصول کے شروع ہی سے ماخذ رہے ہون اور بہت زیادہ ممکن ہے کہ یہ ایک ایسے فلسفی کے خود بخود پیدا ہونے والے خیالات کے مرکز ہون جو معاشرت اور تمدن کی جہالت کے ایسے زمانہ

مین پیدا ہوا تھا جس مین یہ خیال کیا جاتا تھا کہ تمام دنیا کل بہتر مذہبون پر منقسم ہے۔
داآن ہومر عمر خیام کو ایک آزاد خیال اور مذہب صوفی کا بہت بڑا مخالف بتاتا ہے شاید اسلیے کہ اُنکے اصولون کو زیادہ اختیار کرتے وقت وہ کسی طرح سے ناموافق اخلاقی تشدد پر قایم رہنے کا دعوی کرنا نہین چاہتا تھا۔ مسٹر ڈبلیو آوسلی نے بھی آکسفورڈ کے باڈلین کتب خانہ کے نسخے مین ایک سادے ورق پر تھوڑا سا اسی کے ہم معنی لکھا ہے اور مانسٹر نکولس کے مولفہ نسخے کی دو رباعیون مین تصوف اور صوفی کا نہایت اہانت کن نامون سے تذکرہ کیا گیا ہے۔

اسمین شک نہین کہ انمین سے بہت سی رباعیون کا اگر اُنکے معنے صوفیانہ طریق پر نہ لیے جائین تو کوئی مطلب نہین پیدا ہوسکتا مگر بہت زیادہ اسطرح سے کہے ہین کہ اگر انکے لفظی معنے نہ لیے جائین تو کسی طرح سمجھ مین نہین آسکتا۔ مثلاً اگر شراب علوی مانی جائے تو کسطرح سے جسم جب مردہ ہوگیا ہی تو اُس سے دھویا جاسکتا ہے؟۔ کیونکر کوزے قدحون کو جو مٹی کے بنے ہوے ہین کوئی مجذوب الوہیت کے شراب سے بھردیگا۔ مانسٹر نکولس خود جہان کہین مشرقی اسرار آگئے ہین اور کسی خاص مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اُنکی تشریح کرنے مین گھبرا گھبرا جاتے ہین مگر تاہم اُنکو پڑھنے والا سواے الوہیت کے اور کسی طرف منسوب نہین کرسکتا۔ اس مین کوئی شک نہین کہ طہران کے نسخے مین بھی جیسا کہ کلکتہ کے کتب خانہ کے نسخے مین ہے بہت سی رباعیان جعلی ہین۔ اور خیام کی طرف غلط منسوب ہین۔ یہ رباعیین بالکل ایران کے معمولی قطعات یا معمولی رباعیون کے طرز پر ہین۔ لیکن اس سے بھی حقیقت مین جسقدر اِس ایک بات کے متعلق معلوم ہوتا ہے اُسیقدر دوسرے کے بھی نہین بلکہ صوفی جو ایران مین ایک عالم اور منشی سمجھا جاتا ہے اُس نے ممکن ہے کہ بیفکری اور عیش پسندی کے مقابلے مین جو کچھ اُسکی طبیعت کے ایک

شاعر ہونے کی حیثیت سے زیادہ موافق ہوا ہو اُسے خواہ اُس مین ہوس زیادہ ہو۔ مین نے معلوم کیا ہے کہ آکسفورڈ کے باڈلین کتبخانہ مین جو نسخہ ہے اُسمین ایسی رباعیان بہت کم ہین جو بالکل تصوف کے لباس مین ملبوس ہون۔ یہ نسخہ سب زیادہ پرانا ہے جسپر شیراز کی لکھی ہوئی تاریخ ۸۶۵ھ (۱۴۶۰ء) موجود ہے۔ ایسی خاص بات کی وجہ سے مَرکو (مین اُسے ——— نہین نہین بہی نہین ——— مشہور نام لیکر یاد کرنے سے باز نہین رہ سکتا) اور دوسری شرط سے امتیاز حاصل ہے۔ اس مین وہ خود بھی اور رون کے ساتھ اپنے ہی ترانہ مین بیخود اور محو ہوکر آدمی کو ایک تمثیل بناکر کھڑا کرتا ہے اور اُسے ایک خیالی جامہ پہناتا ہے۔ ہمین یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی خود خیام ہے جو کہ اپنے تمام خواص طبیعت اور جذبات کے ساتھ ہمارے سامنے موجود ہے گویا کہ حقیقت مین ہم اور وہ ایک ہی میز پر جب کہ شراب کا دور چل چکا ہے نہایت آزادی اور بے تکلفی سے بیٹھے ہوئے ہین۔

مین بذات خود حافظ کی اِس صوفی شربی کا کبھی قائل نہین ہون۔ جہان تک کہ شاعر نے اپنی نظم کے شروع اور اخیر مین حضرت محمد رسول صلعم کی شان مین سلام لکھا ہے اس مین ہمہ اوست کے مسئلہ کا ذکر کرنے اور اُسے اختیار کرنے مین بھی یہ نہین ظاہر ہوتا کہ کونسی قباحت ہو سکتی ہے۔ ایسی حالتون مین مولانا جلال الدین رومی۔ ملا جامی۔ حضرت فریدالدین عطار۔ اور اور شاعرون نے بھی نظمین لکھی ہین جسمین کہ اُنھون نے شراب اور حسن کو الوہیت کے بیان کرنے کے لیے (نہ کہ پردہ بناکر اُسکے چھپانیکے لیے) ایک خیالی تصویر فرض کرکے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ کوئی اور تمثیل جس مین غلطی معنے یا غلطی استعمال کا کم گمان ہوتا شاید ایسی مستقل طبیعت والون کے لیے زیادہ مناسب ہوتی اور ایسی حالت مین اور بھی زیادہ مناسب ہوتی جبکہ بعض لوگون کے موافق حافظ اور خیام کے نزدیک شراب

اور حسن کا تصور لذائذ نفسانی کی خیالی تصویرون سے مشابہت ہی نہین بلکہ مطابقت رکھتا ہے - یہ طریقہ زاہدون اور ریاضت کرنے والون کے لیے خواہ مضر نہ ہو مگر اُنکے ایسے ابناے جنس کے لیے جو اُنسے بہت کمزور ہین زیادہ پرخوف وخطر ہے اور یہ طریقہ ریاضت جسکی اسطرح ابتدا کی گئی ہے جسقدر بڑھتا جاتا ہے اُسی نسبت کے ساتھ ایک دنیادار اور ملحدانہ خیال والے آدمی کے لیے اور زیادہ معرض خطر ہو جاتا ہے - اور یہ سب کس واسطے ہے ؟ اسواسطے کہ لذائذ نفسانی کی ایسی خیالی تصویرون کیوجہ سے وہ مورد طعن وتشنیع کیے جائین اور خدا جو کہ اُن کی تعلیم کے موافق مادہ جسمانی اور روح دونون کہا جاسکتا ہے اگر اُسکی کنہ کے قریب تک بھی کوئی پہونچ سکے تو فوراً یہ سب خیالی شکلین ترک کردی جاسکتی ہین - اُسی کی دنیا مین آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ وہ بعد مرنے کے جائیگا لیکن بلاکسی امید کے کہ جس عجز اور انکساری سے وہ اِس جہان مین رہا ہے اُسکے عیوض مین اُسے دوسرے جہان مین کوئی اور پیچھے آنیوالی خوشی بھی میسر ہوگی -

نفروشمس کا نابینا خداوند حقیقت مین اُسیقدر نفس کشی کا مستحق ہے جسقدر یہ صوفیان کا اور غالباً اِس مین یہ بات بھی حاصل ہو گئی ہوگی - عمر خیام کے اشعار کی ردیف اگر "بیاکہ بجوئیم" نہین ہے تو یہ ضرور ہے "بنوشیم کہ فردا زندہ نخواہیم ماند" - اور اگر حافظ کی مراد ایسی زبان سے اور ہی کچھ تھی تو بیشک اُسنے اپنی فراست کا غلط اندازہ کیا دران حالیکہ اُس نے اپنی عمر اور دانائی کو ایسی مبہم اور پیچیدہ نظم آرائی مین صرف کیا جسکو کہ اُسکے زمانے سے آجتک برابر پاک اور قدسی عابدون کے علاوہ بھی ہر ایک شخص گاچکا ہے - مگر چونکہ سلسلہ بسلسلہ یہ خیال برابر چلا آیا ہے اور واقعی بعض علما کی بھی یہی رائے ہے کہ عمر خیام ایک صوفی (بلکہ درویش منش آدمی) تھا جو صاحب چاہین اُسکے مے اور ساقی کے اِسی طرح کے معنے بھی لین - لیکن چونکہ

یہ بات تاریخ سے مانی گئی ہے کہ یہ ایک فلسفی اور عالی لحاظ نظر اور ایسی قابلیت کا آدمی تھا جو اُسکے زمانے اور اُسکے ملک سے کہین دور تھی - اور دنیا کی تمنا اُسے اسیقدر اعتدال کے ساتھ تھی جتنی ایک فلسفی کو ہونی چاہیے اور اوسکی ضروریات بھی اِسقدر معتدل تھین کہ مشکل سے ایک رند مشرب آدمی کے لیے کافی ہو سکتی تھین اسلیے بعض پڑھنے والے میرے ہم خیال ہونگے کہ جبکہ وہ شراب جسکا عمر تذکرہ کرتا ہے صرف انگور کا عرق تھی - اُسنے جسقدر کہ اُسے پیا اُس سے زیادہ اُس بڑے اقدس کے مقابلے مین تعلی کی لی جسنے کہ اپنے مطیعون اور رفیقون کو ایک نمایش اور تنفر کی حالت مین ڈبو دیا - فقط

رباعیات عمر خیام

۱ آمد سحرے ندا ز میخانهٔ ما — کاے رند خراباتی دیوانهٔ ما
برخیز که پر کنیم پیمانه ز مے — زان پیش که پر کنند پیمانهٔ ما

۲ امشب بر ماست که آورد ترا — وز پرده برین دست که آورد ترا
نزدیک کسے که بیتو در آتش بود — چون باد همین جست که آورد ترا

۳ این دهر که بود مدتے منزل ما — نامد بجز از بلا و غم حاصل ما
افسوس که حل نگشت یک مشکل ما — رفتیم و هزار حسرت اندر دل ما

۴ اے خواجه یکے کام روا کن ما را — دم در کش و در کار خدا کن ما را
ما راست رویم و لیک تو کج بینی — رو چارهٔ دیده کن رها کن ما را

۵ برخیز و بیا بیا برائے دل ما — حل کن بجمال خویشتن مشکل ما
یک کوزهٔ مے بیار تا نوش کنیم — زان پیش که کوزه ها کنند از گل ما

۶ چون فوت شوم بباده شوئید مرا — تلقین ز شراب و جام گوئید مرا
خواهید بروز حشر یابید مرا — از خاک در میکده جوئید مرا

۷ چون عهده نمیشود کسے فردا را — حالی خوش کن این دل پرسودا را
مے نوش بنور ماه اے ماه که ماه — بسیار بتابد و نیابد ما را

۸ عاشق همه سال مست و شیدا بادا — دیوانه و شوریده و رسوا بادا
در هشیاری غصهٔ هر چیز خوریم — ور مست شویم هرچه بادا بادا

۹ عاقل بچه امید درین شوم سرا — بر دولت او نهد دل از بهر خدا
هرگاه که خواهد بنشیند از پا — گیرد اجلش دست که بالا منشین

۱۰ قرآن که مهین کلام خوانند او را — گه گاه نه بر دوام خوانند او را
در خط پیاله آیتے روشن هست — کاندر همه جا مدام خوانند او را

۱۱ گر مے نخوری طعنه مزن مستان را — گر توبه دهد توبه کنم یزدان را
تو فخر بدین کنی که من مے نخورم — صد کار کنی که مے غلام است آن را

۱۲ هر چند که رنگ و بوے زیباست مرا — چون لاله رخ و چو سرو بالاست مرا

معلوم نشد که در طربخانهٔ خاک — نقاش من از بهر چه آراست مرا
از آتش عشق ما دود کجا بود اینجا — وز مایهٔ ما سوده کجا بود اینجا
۱۳ آنکس که مرا نام خراباتی کرد — در اصل خرابات کجا بود اینجا
بت گفت به بت پرست کای عابد ما — دانی ز چه روی گشته‌ای ساجد ما
۱۴ بر ما بجمال خود تجلی کرده است — آنکس که ز تست ناظر ای شاهد ما
تا بتوانی رنجه مگردان کس را — بر آتش خشم خویش منشان کس را
۱۵ گر راحت جاودان طمع میداری — میرنج همیشه و مرنجان کس را
ای کرده بلطف و قهر تو صنع خدا — در عهد ازل بهشت و دوزخ پیدا
۱۶ بزم تو بهشت است و مرا چیزی نیست — چون نیست که در بهشت ره نیست مرا
چندان بخورم شراب کین بوی شراب — آید ز تراب چون روم زیر تراب
۱۷ تا بر سر خاک من رسد مخموری — از بوی شراب من شود مست و خراب
در راز نیاز بر دلی را دریاب — در کوی حضور مقبلی را دریاب
۱۸ صد کعبهٔ آب و گل بیکدل نرسد — کعبه چه روی برو دلی را دریاب
روزی که نشست برنهم جام شراب — وز غایت خرمی شوم مست و خراب
۱۹ صد معجزه پیدا کنم اندر ره باب — زین طبع چو آتش سخنهای چو آب
روزی که دو سلطنتی خوری ناب — کین عمر گذشته در نیابی دریاب
۲۱ دانی که جهان رو بخرابی دارد — تو نیز شب و روز بباش خراب
ماییم نهاده سر بفرمان شراب — جان کرده فدای لب خندان شراب
۲۲ هم ساقی ما حلق صراحی در دست — هم بر لب ساغر آمده جان شراب
ماییم دمی و مطرب و این کنج خراب — جان و دل و جام و جامه در رهن شراب
۲۳ فارغ ز امید رحمت و بیم عذاب — آزاد ز باد و خاک و آتش و آب
با بط میگفت ماهیی در تب و تاب — باشد که بجوی رفته باز آید آب
۲۴ بط گفت چو من و تو گشتیم کباب — بود از پس مرگ من چه دریا چه سراب
از منزل کفر تا بدین یکنفس است — وز عالم شک تا بیقین یکنفس است
۲۵ این یکنفس عزیز را خوش میدار — کز حاصل عمر ما همین یکنفس است

ای چرخ فلک خرابی از کینهٔ تست — بیدادگری شیوهٔ دیرینهٔ تست
۲۵ ای خاک اگر سینهٔ تو بشگافند — بس گوهر قیمتی که در سینهٔ تست

این یک دو سه روزه نوبت عمر گذشت — چون آب بجویبار و چون باد بدشت
۲۶ هرگز غم دو روز مرا یاد نگشت — روزی که نیامدست و روزی که گذشت

آن لعل گران بها ز کانی دگرست — وان دُر یگانه را نشانی دگرست
۲۷ اندیشهٔ این و آن خیال من و تست — افسانهٔ عشق از زبانی دگرست

امروز که نوبت جوانی منست — بیخود شوم از آنکه کامرانی منست
۲۸ عیبش مکنید اگرچه تلخست خوشست — تلخست از آنکه زندگانی منست

ای دل چو نصیب تو همه خون شدنست — احوال تو هر لحظه دگرگون شدنست
۲۹ ای جان تو درین تنم چه کار آمده — چون عاقبت کار تو بیرون شدنست

امروز ترا دسترس فردا نیست — واندیشهٔ فردات بجز سودا نیست
۳۰ ضایع مکن این دم ار دلت شیدا نیست — کین باقی عمر را بقا پیدا نیست

از هرزه بهر دری نمی باید تاخت — با نیک و بد زمانه می باید ساخت
۳۱ از طاسک چرخ و کعبتین تقدیر — هر نقش که پیدا شود آن باید باخت

این کوزه چو من عاشق زاری بودست — در بند سر زلف نگاری بودست
۳۲ این دسته که در گردن او می بینی — دستیست که بر گردن یاری بودست

پیش از من و تو لیل و نهاری بودست — گردنده فلک ز بهر کاری بودست
۳۳ زنهار قدم بخاک آهسته نهی — کان مردمک چشم نگاری بودست

بتخانه و کعبه خانهٔ بندگیست — ناقوس زدن ترانهٔ بندگیست
۳۴ زنار و کلیسیا و تسبیح و صلیب — حقا که همه نشانهٔ بندگیست

بر لوح نشان بود و نبا بوده است — پیوسته قلم ز نیک و بد آسوده است
۳۵ اندر تقدیر هرچه بایست بداد — غم خوردن و کوشیدن ما بیهوده است

با هر بد و نیک راز نتوانم گفت — کوته سخنم دراز نتوانم گفت
۳۶ حالی دارم که شرح نتوانم داد — رازی دارم که باز نتوانم گفت

۳۷ با باده درم قحب میگیر و جفت — جاروب حرمخانهٔ ما پاک بزنند

پیرے خرابات بیرون آمد گفت — می خور که بعمر بات ے باید خفت

با حکم خدا بجز رضا در نگرفت — با خلق بجز روے و ریا در نگرفت

۳۸ بر حیله گر در تصور عقل آید — کردیم ولیک با قضا در نگرفت

بیگانه اگر وفا کند خویش من است — ور خویش خطا کند بد اندیش من است

۳۹ گر زهر موافقت کند تریاک ست — ور نوش مخالفت کند نیش من است

پر خون ز فراقت جگرے نیست که نیست — شیداے تو صاحب نظرے نیست که نیست

۴۰ با آنکه نداری سر سوداے کسے — سوداے تو در هیچ سرے نیست که نیست

تا هشیارم طرب ز من پنهان است — چون مست شدم در خردم نقصان است

۴۱ حالیست میان مستی و هشیاری — من بندهٔ آنکه زندگانی آنست

ترکیب پیاله که در هم پیوست — بشکستنِ آن کجا روا دارد مست

۴۲ چندین سر و پاے نازنین و کف دست — از مهرِ چه ساخت و بکینِ چه شکست

ترس اجل و وهم فنا مستی تست — ورنه ز فنا شاخ بقا خواهد رست

۴۳ تا از دم عیسوی شدم زنده بجان — مرگ ابد از وجودِ من دست بشست

چون لاله بنوروز قدح گیر بدست — با لاله رخے اگر ترا فرصت هست

۴۴ مے نوش بخرمی که این چرخ کبود — ناگاه ترا چو باد گرداند پست

چون کار نه بر مراد ما خواهد رفت — اندیشهٔ جهد ما کجا خواهد رفت

۴۵ پیوسته نشسته ایم از حسرت آنک — دیر آمده ایم و زود میباید رفت

خیام زبهر گنه این ماتم چیست — وز خوردنِ غم فائده بیش و کم چیست

۴۶ آنرا که گنه نکرد غفران نبود — غفران ز براے گنه آمد غم چیست

در پردهٔ اسرار کسے را ره نیست — زین تعبیه جان هیچ کس آگه نیست

۴۷ جز در دل خاکِ تیره منزل گه نیست — افسوس که این فسانها کوته نیست

در عالم بیوفا که منزل گه ماست — بسیار بجستم بقیاسی که مراست

۴۸ چون روے تو ماه نیست روشن گفتم — چون قد تو سرو نیست میگویم راست

در صومعه و مدرسه و دیر و کنشت — ترسنده ز دوزخ اند و جویاے بهشت

۴۹ آنکس که ز اسرار خدا با خبر است — زین تخم در اندرون خود هیچ نکشت

50 دنیا دیدی و هرچه دیدی هیچ است — وان نیز که گفتی و شنیدی هیچ است
سرتاسر آفاق دویدی هیچ است — وان نیز که در خانه خزیدی هیچ است

51 در خواب بدم مرا خردمندے گفت — کز خواب کسے را گل شادی نشگفت
کارے چه کنی که با اجل باشد جفت — مے خور که بزیر خاک می باید خفت

52 دل سر حیات اگر کماهی دانست — در موت هم اسرار الهی دانست
اکنون که تو با خودی ندانستی هیچ — فردا که ز خود روی چه خواهی دانست

53 روزیکه شود اذا السماء انفطرت — واندم که شود اذا النجوم انکدرت
من دامن تو بگیرم اندر عرصات — گویم صنما بای ذنب قتلت

54 سر از همه ناکسان نهان باید داشت — راز از همه ابلهان نهان باید داشت
بنگر که بجاے مردمان خود چه کنی — چشم از همه مردمان نهان باید داشت

55 ساقی چو زمانه در شکست من و تست — دنیا نه سرا چه نشست من و تست
گر زانکه میان من و تو جام می است — سیراب یقین که حق بدست من و تست

56 عمرے بگل و باده برفتیم بگشت — یک کار من از دو جهان راست نگشت
از مے چو نشد هیچ مرادے حاصل — از هرچه گذشتیم گذشتیم گذشت

57 مے ورکعت من نه که دلم در تابست — زین عمر گریزپاے چون سیمابست
برخیز که بیداری دولت خوابست — دریاب که آتش جوانی آبست

58 ما کافر عشقیم و مسلمان دگر است — ما مور ضعیفیم و سلیمان دگر است
از ما رخ زرد و جامهٔ کهنه طلب — بازار چه قصب فروشان دگر است

59 مے خوردن و شاد بودن آئین منست — فارغ بودن ز کفر و دین دین منست
گفتم بعروس دهر کابین تو چیست — گفتا دل خرم تو کابین من است

60 نے لایق مسجدم نه درخورد کنشت — ایزد داند گل مرا از چه سرشت
چون کافر درویشم و چون قحبه زشت — نے دین و نه دنیا و نه امید بهشت

61 نفست بسگ خانه همی ماند راست — جز بانگ میان تهی ازو هیچ نخاست
روبه منشست و خواب خرگوش دهد — آشوب پلنگ دارد و گرگ دغاست

62 هر سبزه که در کنار جوے رستست — گوئی ز لب فرشته خوے رستست

هان بر سر سبزه پا بخواری ننهی — کان سبزه بخاک لاله روی رسته است

٦٣ هر دل که درو نور محبت بسرشت — گر ساکن مسجد است وگر ز اهل کنشت
در دفتر عشق هر که را نام نوشت — آزاد ز دوزخ است و فارغ ز بهشت

٦٤ یکجرعهٔ می ز ملک کاؤس به است — وز تخت قباد و مملکت طوس به است
هر ناله که عاشقی بر آرد به سحر — از نعرهٔ زاهدان سالوس به است

٦٥ هر چند که از گناه بدبختم و زشت — نومید نیم چو بت پرستان ز کنشت
اما سحری که میرم از مخموری — می خواهم و معشوق چه دوزخ چه بهشت

٦٦ می خوردن من نه از برای طرب است — نز بهر فساد و ترک دین و ادب است
خواهم که ز بیخودی بر آرم نفسی — می خوردن و مست بودنم زین سبب است

٦٧ گویند که دوزخی بود مردم مست — قولیست خلاف دل در آن نتوان بست
گر عاشق و مست دوزخی خواهد بود — فردا باشد بهشت همچون کف دست

٦٨ گویند مخور باده که شعبان نه رواست — نه نیز رجب که آن مه خاص خداست
شعبان و رجب ماه خدا هست و رسول — ما در رمضان خوریم کان خاصهٔ ماست

٦٩ آمد رمضان و سر باده برفت — دور می ناب و رواج ساده برفت
هر باده که داشتیم ناخورده بماند — هر غنچه که یافتیم ناگاده برفت

٧٠ این کهنه رباط را که عالم نام است — آرامگه ابلق صبح و شام است
بزمیست که وا ماندهٔ صد جمشید است — گوریست که تکیه گاه صد بهرام است

٧١ اکنون که گل سعادتت بر بار است — دست تو ز جام می چرا بیکار است
می خور که زمانه دشمن غدار است — دریافتن روز چنین دشوار است

٧٢ آن قصر که بهرام درو جام گرفت — آهو بره کرد و شیر آرام گرفت
بهرام که گور میگرفتی به کمند — دیدی که چگونه گور بهرام گرفت

٧٣ ابر آمد و باز بر سر سبزه گریست — بی بادهٔ ارغوان نمی باید زیست
این سبزه که امروز تماشاگه ماست — تا سبزهٔ خاک ما تماشاگه کیست

٧٤ امروز که آدینه مراد را نام است — می نوش کن از قدح چه جای جام است
هر روز اگر یکقدح می خوردی — امروز دو خور که سید الایام است

۷۵ آن باده که قابل صور هاست بذات
گاهی حیوان همی شود گاه نبات
تا ظن نبری که هست گردد هیهات
موصوف بذاتست اگر نیست صفات

۷۶ ز آتش این خانه جز دودی نیست
در هیچ کسم امید بهبودی نیست
دستی که ز دست چرخ بر سر دارم
در دامن هر که میزنم سودی نیست

۷۷ آنکس که بهمگی ترا تکیه بر وست
گر چشم خرد باز کنی دشمنت اوست
آن به که درین زمانه کم گیری دوست
با اهل زمانه صحبت از دور نکوست

۷۸ ای بیخبر این شکل مجسم هیچ ست
وین طارم نه سپهر ارقم هیچ ست
خوش باش که در نشیمن کون و فساد
وابستهٔ یکدمیم و آن هم هیچ ست

۷۹ با مطرب و می حور سرشتی گر هست
با آب روان کنار کشتی گر هست
بر زین مطلب دوزخ فرسوده متاب
حقا که جز این نیست بهشتی گر هست

۸۰ پیری ز خرابات برون آمد مست
سجاده بدوش و کاسهٔ باده بدست
گفتم شیخا ترا چه حال آمد پیش
گفتا می خور که کار عالم بادست

۸۱ چون بلبل مست راه در بستان یافت
روی گل و جام بادهٔ خندان یافت
آمد بزبان حال در گوشم گفت
در یاب که عمر رفته را نتوان یافت

۸۲ خیام تنت بخیمه ماند راست
سلطان روح است و منزلش دار فناست
فراش اجل ز بهر دیگر منزل
ویران کند این خیمه چو سلطان برخاست

۸۳ خیام که خیمه های حکمت میدوخت
در کورهٔ غم فتاده ناگاه بسوخت
مقراض اجل طناب عمرش ببرید
دلال قضا برایگانش بفروخت

۸۴ در فصل بهار با بت حور سرشت
یک کوزهٔ می اگر بود بر لب کشت
هر چند بنزد عام بد باشد این
از سگ بترم اگر کنم یاد بهشت

۸۵ در جام طرب بادهٔ گلرنگ خوشست
با نغمهٔ عود و نالهٔ چنگ خوشست
زاهد که خبر ندارد از جام شراب
دور از بر ما هزار فرسنگ خوشست

۸۶ دوران جهان بی می و ساقی خوش نیست
بی زمزمهٔ نی عراقی خوش نیست
هر چند در احوال جهان می نگرم
حاصل همه عشرتست و باقی خوش نیست

۸۷ در یاب که از روح جدا خواهی رفت
در پردهٔ اسرار خدا خواهی رفت

می خور که ندانی از کجا آمده — خوش باش ندانی که کجا خواهی رفت
رفتن چو حقیقت ست پس بودن چیست — راه و جمع محال پیمودن چیست
88 جائیکه بمصلحت نخواهند گذاشت — فارغ ز سفر بودن و آسودن چیست
فرسوده که مدامی سے وردِ دمنست — واسباب معیشت هرچه درگردنست
89 زیبد اگر استاد تو عقلست اینجا — خوش باش که استاد تو شاگردنست
فاسق خوانند مردمانم پیوست — من بیگنهم خیال شان برمن بست
90 برمن بخلاف شرع اے اهل صلاح — جز خمر و لواطه و زنا جرم نه است
گر در پے شهوت و هوا خواهی رفت — از من خبرت که بینوا خواهی رفت
91 بنگر چه کسی و از کجا آمده — میدان که چه میکنی کجا خواهی رفت
گردون کمرے ز عمر فرسودهٔ ماست — جیحون اثرے ز چشم پالودهٔ ماست
92 دوزخ شررے ز رنج بیهودهٔ ماست — فردوس دمے ز وقت آسودهٔ ماست
من بندهٔ عاصیم رضاے تو کجاست — تاریک دلم نور و صفاے تو کجاست
93 ما را تو بهشت اگر بطاعت بخشی — این مزد بود لطف و عطاے تو کجاست
من هیچ ندانم که مرا آن که سرشت — کرد از اهل بهشت خوب یا دوزخ زشت
94 جامے و بتے و بربطے بر لب کشت — این هرسه مرا نقد و ترا نسیه بهشت
من هیچ رم و مخالفان از جیب دراست — گویند مخور باده که دین را اعداست
95 چون دانستم که مے عدوے دینست — والله بخورم خون عدو را که رواست
تلخی دیدی که در نهاد بشر است — شادی دعی که در قضا و قدر است
96 با چرخ مکن حواله کاندر رهِ عقل — چرخ از تو هزار بار بیچاره تر است
تیر بکه اجل کشد سپرها هیچست — وین محتشمی و سیم و زرها هیچست
97 چندانکه بروے کارها در نگرم — نیکست که نیکست دگرها هیچست
هر دل که درو مایهٔ تجرید کم است — بیچاره همه عمر ندیم ندم است
98 جز خاطرِ فارغ که نشاطے دارد — باقی همه هرچه هست اسباب غم است
هر کو طربے ز عقل در دل می کاشت — یکروز ز عمر خویش ضایع نگذاشت
99 یا در طلب رضاے یزدان کوشید — یا راحت خود گزید و ساغر برداشت

۱۰۰ یزدان چو گل وجود ما را آراست — دانست ز فعل ما چه خواهد برخاست
بی حکمتش نیست هر گناهی که مراست — پس سوختن قیامت از بهر چه خواست

۱۰۱ یکهفته شراب خورده باشی پیوست — هان تا ندهی بروز آدینه ز دست
در مذهب ما شنبه و آدینه یکیست — جبار پرست باش نه روز پرست

۱۰۲ یا رب تو کریمی و کریمی کرم است — عاصی ز چه رو برون ز باغ ارم است
با طاعتم ار ببخشی آن نیست کرم — با معصیتم اگر ببخشی کرم است

۱۰۳ هش دار که روزگار شور انگیز است — ایمن منشین که تیغ دوران تیز است
در کام تو گر زمانه لوزینه نهد — زنهار فرو مبر که زهر آمیز است

۱۰۴ هر جا که گلی و لاله زاری بودست — از سرخی خون شهریاری بودست
هر برگ بنفشه کز زمین می روید — خالیست که بر رخ نگاری بودست

۱۰۵ می لعل مذاب ست و صراحی کانست — جسمست پیاله و شرابش جانست
آن جام بلورین که زمی خندانست — اشکیست که خون دل در او پنهانست

۱۰۶ می نوش که عمر جاودانی اینست — خود حاصلت از دور جوانی اینست
هنگام گل ست و مل و یاران سرمست — خوش باش دمی که زندگانی اینست

۱۰۷ می خور که بزیر گل بسی خواهی خفت — بی مونس و بی حریف و بی همدم و جفت
زنهار بکس مگو تو این راز نهفت — هر لاله که پژمرد نخواهد بشگفت

۱۰۸ گویند مرا چو سور با حور خوش ست — من میگویم که آب انگور خوش ست
این نقد بگیر و دست از آن نسیه بدار — کآواز دهل شنیدن از دور خوش است

۱۰۹ دل گفت مرا علم لدنی هوس است — تعلیم بکن اگر ترا دسترس است
گفتم که الف گفت دگر هیچ مگو — در خانه اگر کس است یک حرف بس است

۱۱۰ چون آمدنم بمن نبد روز نخست — وین رفتن بی مراد عزمیست درست
برخیز و میان ببند ای ساقی چست — کاندوه جهان بمی فرو خواهم شست

۱۱۱ تا چند زنم بروی دریا ها خشت — بیزار شدم ز بت پرستان کنشت
خیام که گفت دوزخی خواهد بود — که رفت بدوزخ و که آمد به بهشت

۱۱۲ برچهره گل نسیم نوروز خوش است — در صحن چمن روی دل افروز خوش است

از دی که گذشت هرچه گویی خوش نیست
خوش باش و ز دی مگو که امروز خوش است
برخیز و بده باده چه جای سخن است
کامشب دهن تنگ تو روزی من است

113 ما را چو رخ خویش می گلگون ده
کین توبهٔ من چو زلف تو پر شکن است
برتر ز سپهر خاطرم روز نخست
لوح و قلم و بهشت و دوزخ می جست

114 پس گفت مرا معلم از رای درست
لوح و قلم و بهشت و دوزخ با تست
امروز که بر نهال تحقیق تو رست
زانست نگر که او غیست درین راه درست

115 هر کس زده است دست در شاخے ست
امروز چو دی شناس و فردا چو نخست
اکنون که جهان را بخوشی دسترسیست
هر زنده دلی را سوی صحرا هوسیست

116 بر هر شاخی طلوع موسی دستیست
در هر نفسی خروش عیسی نفسیست
ای وای بر آن دل که درو سوزی نیست
سودا زده مهر دل افروزی نیست

117 روزی که تو بی عشق بسر خواهی برد
ضایع تر از آن روز ترا روزی نیست
از باد صبا دلم چو بوی تو گرفت
ما را بگذاشت جست و جوی تو گرفت

118 اکنون ز منش هیچ نمی آید یاد
بوی تو گرفته بود و خوی تو گرفت
با باده نشین که ملک محمود این است
وز چنگ شنو که لحن داود این است

119 از آمده و رفته دگر یاد مکن +
حالی خوش باش زانکه مقصود این است
ده عقل و زنه رواق و ز هشت بهشت
هفت اخترم از شش جهت این نامه نوشت

120 از پنج حواس و چار ارکان و سه روح
ایزد بدو عالم چو تو یکتا نه سرشت
دیریست که صد هزار عیسی دیدست
طوریست که صد هزار موسی دیدست

121 قصریست که صد هزار قیصر بگذشت
طاقیست که صد هزار کسری دیدست
سیم ارچه نمایهٔ خرد مسند انست
بی سیمان را باغ جهان زندانست

122 از دست تهی بنفشه سر بر زانوست
وز کیسهٔ زر دهان گل خندانست
بس خون کسان که چرخ بیباک بریخت
بس گل که برآمد از گل و پاک بریخت

123 بر حسن و جوانی ای پسر غره مشو
بس غنچهٔ ناشگفته بر خاک بریخت
جز حق حکمی که حکم را شاید نیست
هستی که ز حکم او برون آید نیست

124 هر چیز که هست آن چنان می باید
آن چیز که آنچنان نمی باید نیست

۱۲۵ این گنبد لاجوردی و زرین طشت
بسیار بگشتست و دگر خواهد گشت
یکچند ز اقتضای دوران قضا
ما نیز چو دیگران رسیدیم و گذشت

۱۲۶ وارسته چو ترکیب طبائع آراست
از بهر چه اوفگندش اندر کم و کاست
گر نیک آمد شکستن از بهر چه بود
ور نیک نیامد این صور عیب کراست

۱۲۷ با دشمن و دوست فعل نیکو نیکوست
بد کی کند آنکه نیکیش عادت و خوست
با دوست چو بد کنی شود دشمن تو
با دشمن اگر نیک کنی گردد دوست

۱۲۸ در چشم محققان چه زیبا چه زشت
منزل گه عاشقان چه دوزخ چه بهشت
پوشیدن بیدلان چه اطلس چه پلاس
زیر سر عاشقان چه بالین چه خشت

۱۲۹ بسیار بگشتیم بگرد در و دشت
اندر همه آفاق بگشتیم بگشت
از کس نشنیدیم که آمد زین راه
راهی که برفت راه رو باز نگشت

۱۳۰ آباد خرابات ز می خوردن ماست
خون دو هزار توبه در گردن ماست
گر من نکنم گناه رحمت که کند
رحمت همه موقوف گنه کردن ماست

۱۳۱ این هستی تو هستی هستی دگرست
وین مستی تو مستی مستی دگرست
رو سر بگریبان تفکر در کش
کین دست تو آستین دستی دگرست

۱۳۲ از فضل عنان بپیچ و در ساغر پیچ
از خلد و سقر بگذر و در کوثر پیچ
دستار قصب بباده بفروش و مترس
کم کن قصبی پس طرفی بر سر پیچ

۱۳۳ بنگر ز جهان چه طرف بربستم هیچ
وز حاصل عمر چیست در دستم هیچ
شمع طربم ولی چو بنشستم هیچ
من جام جمم ولی چو بشکستم هیچ

۱۳۴ چون جان بلب آمد چه نشاپور و چه بلخ
پیمانه چو پر شود چه شیرین و چه تلخ
می نوش که بعد از من و تو ماه بسی
از سلخ بغره آید از غره بسلخ

۱۳۵ ای عارض تو نهاده بر نسرین طرح
روی تو فگنده بر بتان چین طرح
ای غمزهٔ تو داده شه بابل را
اسب و رخ و فیل و بیذق و فرزین طرح

۱۳۶ این قافلهٔ عمر عجب میگذرد
دریاب دمی که از طرب میگذرد
ساقی غم فردای حریفان چه خوری
پیش آر پیاله را که شب میگذرد

۱۳۷ بنگر که زمین و چرخ و افلاک نهاد
بس داغ که او بر دل غمناک نهاد

بسیار لب چو لعل و زلفین چو مشک — در طبلِ زمین و حقهٔ خاک نهاد
ای بیخبران عشوهٔ دنیا مخرید — چون از همه حالهای او باخبرید
۱۳۸ وین عمر عزیز خویش مدهید بباد — با یار طلب کنید وین باده خورید
ای همنفسان مرا ز می قوت کنید — وین روی چو کهربا چو یاقوت کنید
۱۳۹ چون مرده شوم بمی بشوئید مرا — وز چوب رزم تختهٔ تابوت کنید
آن روز که توسن فلک زین کردند — و آرایش مشتری و پروین کردند
۱۴۰ این بود نصیب ما ز دیوان قضا — ما را چه گنه قسمتِ ما این کردند
افسوس که نان پخته خامان دارند — اسباب تمام ناتمامان دارند
۱۴۱ چشم خوش ترکان بتماشای دلست — ملکیست که شاگرد و غلامان دارند
اکنون که دمم ز عمر محروم نشد — کم بود ز اسرار که مفهوم نشد
۱۴۲ چون نیک همی بنگرم از روی خرد — عمرم بگذشت و هیچ معلوم نشد
آن قوم که سجاده پرستند خرند — زیرا که بزیر بار سالوس درند
۱۴۳ وین از همه طرفه تر که در پردهٔ زهد — اسلام فروشند و ز کافر بترند
آنکس که گنه بنزد او سهل بود — این نکته نگوید آنکه او اهل بود
۱۴۴ علم ازلی علت عصیان کردن — نزد یک حکیم غایت جهل بود
آورد باضطرابم اول بوجود — جز حیرتم از حیات چیزی نفزود
۱۴۵ رفتیم باکراه و ندانیم چه بود — زین آمدن و رفتن و بودن مقصود
اندیشه ازین همه چو بخاطر گذرد — از آتش سینه آهم از سر گذرد
۱۴۶ لیکن شرطست بنده چون توبه کند — مخدوم بلطفِ خویش از سر گذرد
آنها که خلاصهٔ جهان ایشانند — بر اوج فلک براق فکرت رانند
۱۴۷ در معرفت ذاتِ تو مانند فلک — سرگشته و سرنگون و سرگردانند
ایزد به بهشت وعده با ما میکرد — پس در دو جهان حرام کی راکی کرد
۱۴۸ تحفه ز عرب ناقهٔ حمزه پی کرد — پیغمبر ما حرام می بر وی کرد
اکنون که ز خوشدلی بجز نام نماند — یک همدم پخته جز می خام نماند
۱۴۹ دست طرب از ساغر می باز مگیر — امروز که در دست بجز جام نماند

ای بس که نباشیم و جهان خواهد بود / نی نام ز ما و نی نشان خواهد بود
۱۵۰ زین پیش نبودیم و نبد هیچ خیال / زین پس چو نباشیم و همان خواهد بود
آنها که جهان زیر قدم فرسودند / و اندر طلبش هر دو جهان پیمودند
۱۵۱ آگاه نمیشوم که ایشان هرگز / زین حال چنانکه هست آگه بودند
افسوس که سرمایه ز کف بیرون شد / وز دست اجل بسی جگرها خون شد
۱۵۲ کس نامد از آنجهان که پرسم از وی / کاحوال مسافرانِ عالم چون شد
این جمعِ اکابر که مناصب دارند / از غصه و غم ز جان خود بیزارند
۱۵۳ وانکس که اسیرِ حرص چون ایشان نیست / وین طرفه که آدمیش می نشمارند
این چرخِ جفاپیشهٔ عالی بنیاد / هرگز گره کار کسی را نگشاد
۱۵۴ هر جا که دلی دید که داغی دارد / داغِ دگری بر سر آن داغ نهاد
افسوس که نامهٔ جوانی طی شد / وین تازه بهار شادمانی طی شد
۱۵۵ آن مرغ طرب که نام او بود شباب / فریاد ندانم که کی آمد کی شد
با این دو سه نادان که جهان دارانند / از جهل که دانای جهان ایشانند
۱۵۶ خوشباش که خورمی ایشان بمثل / هر کو نه خرست کافرش میدانند
پیوسته خرابات ز رندان خوشباد / در دامنِ زهد زاهدان آتش باد
۱۵۷ آن دلق بصد پاره و آن صوفِ کبود / افتاده بزیر پای دردی کش باد
تا چند اسیرِ رنگ و بو خواهی شد / چند از پی هر زشت و نکو خواهی شد
۱۵۸ گر چشمه زمزمی و گر آب حیات / آخر بدلِ خاک فرو خواهی شد
تا یار شراب جانفزا یم ندهد / صد بوسه فلک بر سر و پایم ندهد
۱۵۹ گویند که توبه کن اگر وقت آید / چون توبه کنم تا که خدایم ندهد
چون مرده شوم خاک مرا گم سازید / و احوال مرا عبرت مردم سازید
۱۶۱ خاک تنِ من بباده آغشته کنید / وز کالبدم خشتِ سرِ خم سازید
خیام اگرچه خرگه چرخ کبود / زد خیمه و در بست درِ گفت و شنود
۱۶۲ چون شکل حباب باده در جام وجود / ساقی ازل هزار خیام نمود
۱۶۳ خوش باش که غصه بیکران خواهد بود / بر چرخ قرانِ اختران خواهد بود

خشتی که ز قلب تو خواهند زدن — ایوان سرای دیگران خواهد بود
خرم دل آنکسی که معروف نشد — در جبه و دراعه و در صوف نشد
١٦٣ سیمرغ صفت بعرش پروازی کرد — در کنج خرابهٔ جهان بوف نشد

حال گل و مل باده پرستان دانند — نه تنگدلان و تنگدستان دانند
١٦٤ از بیخبری بیخبران معذورند — ذوقیست درین شیوه که مستان دانند

در میکده جز بمی وضو نتوان کرد — وان نام که زشت شد نکو نتوان کرد
١٦٥ می ده که کنون پردهٔ مستوری ما — بدریده و چنان شد که رفو نتوان کرد

دادم بامید روزگاری بر باد — نابوده ز روزگار خود روزی شاد
١٦٦ زان میترسم که روزگارم ندهد — چندانکه ز روزگار بستانم داد

در عالم جان بهوش میباید بود — در کار جهان خموش می باید بود
١٦٧ تا چشم و زبان و گوش برجا باشد — بیچشم و زبان و گوش می باید بود

در دهر هر آنکه نیم نانی دارد — از بهر نشست آشیانی دارد
١٦٨ نه خادم کس بود نه مخدوم کسی — گو شاد بزی که خوش جهانی دارد

در ملک تو از طاعت من هیچ فزود — وز معصیتی که رفت نقصانی بود
١٦٩ بگذار و مگیر چونکه معلومم شد — گیرندهٔ دیری و گذارندهٔ زود

دستی چو نیی که جام و ساغر گیرد — حیفست که او دفتر و منبر گیرد
١٧٠ تو زاهد خشکی و منم فاسق تر — آتش نشنیده ام که در تر گیرد

در دهر کسی بگلعذاری نرسید — تا بر دلش از زمانه خاری نرسید
١٧١ در شانه نگر که تا بصد شاخ نشد — دستش بسر زلف نگاری نرسید

در دست همیشه آب انگورم باد — در سر هوس بتان چون حورم باد
١٧٢ گویند مرا که ایزدت توبه دهاد — او خود بدهد من نکنم دورم باد

رفتیم ز دار زمانه آشفته بماند — با آنکه ز صد گهر یکی سفته نماند
١٧٣ افسوس که صد هزار معنی دقیق — از بیخبری خلق ناگفته بماند

روزیست خوش و هوا نه گرمست و نه سرد — ابر از رخ گلزار همی شوید گرد
١٧٤ بلبل بزبان [illegible] با گل زرد — فریاد همی زند که می باید خورد

زان پیش که غمهات شبیخون آرند　　فرمائے که تا بادهٔ گلگون آرند
۱۷۵ تو زر نۂ اے غافل نادان که ترا　　در خاک نهند و باز بیرون آرند

از آمدنم نبود گردون را سود　　وز رفتن من جاه و جلالش نفزود
۱۷۶ وز هیچکسے نیز دو گوشم نشنود　　کین آمدن و رفتنم از بهر چه بود

سرت همه هوا نامے فلک میداند　　کو موئے بموئے ورگ برگ میداند
۱۷۷ گیرم که بزرق خلق را بفریبی　　با او چه کنی که یک بیک میداند

سودا زده را باده پر و بال بود　　می بر رخ خاتون خرد و خال بود
۱۷۸ ماه رمضان باده نخوردیم و برفت　　بارے شب عید ماه شوال بود

شب نیست که عقل در تحیر نشود　　وز گریه کنار من پر از در نشود
۱۷۹ پر می نشود کاسهٔ سر از سودا　　هر کاسه که سرنگون بود پر نشود

طبعم بنماز و روزه چون مائل شد　　گفتم که مراد کلیم حاصل شد
۱۸۰ افسوس که آن وضو ببادے بشکست　　وان روزه بنیم جرعهٔ می باطل شد

طبعم همه با روئے چو گل پیوندد　　دستم همه با ساغر مل پیوندد
۱۸۱ از هر جزوے نصیب خود بردارم　　زان پیش که جزویم بکل پیوندد

عشقے که مجازی بود آبش نبود　　چون آتش نیم مرده تابش نبود
۱۸۲ عاشق باید که ماه و سال و شب و روز　　آرام و قرار و خورد و خوابش نبود

عمرت تا کے بخود پرستی گذرد　　یا در پے نیستی و هستی گذرد
۱۸۳ مے نوش که عمرے که اجل در پے اوست　　آن به که بخواب یا بمستی گذرد

قومے ز گزاف در غرور افتادند　　و اندر طلب حور و قصور افتادند
۱۸۴ معلوم شود چو پردها بردارند　　کز کوے تو دور دور دور افتادند

گویند بهشت و حور عین خواهد بود　　وانجا مے ناب و انگبین خواهد بود
۱۸۵ گر ما مے و معشوقه پرستیم رواست　　چون عاقبت کار همین خواهد بود

گر باده بکوه بر نهے رقص کند　　ناقص بود آنکه باده را نقص کند
۱۸۶ از باده مرا توبه چه میفرمائی　　روحیست که او تربیت شخص کند

۱۸۷ گر گوی دل من درین قفس تنگ آید　　از بهر چه آب و گلش ننگ آید

گفتم که مگر بشکنم این زندان را ‏ پایم ز رکاب شرع بر سنگ آید

گویند که ماه رمضان گشت پدید ‏ من بعد بگرد باده نتوان گردید

۱۸۸ در آخر شعبان بخورم چندان مے ‏ کاندر رمضان مست بیفتم تا عید

گر شربت عیش معاف باشد گو درد ‏ گر پوشش مابلاش باشد گو برد

۱۸۹ اینها همه سهل است به نزد عاقل ‏ این واقعه سهل است که می باید مرد

کس مشکل اسرار ازل را نگشاد ‏ کس یکقدم از نهاد بیرون ننهاد

۱۹۰ من مینگرم ز مبتدی تا استاد ‏ عجز است بدست هر که از مادر زاد

کم کن طمع جهان که باشی خرسند ‏ از نیک و بد زمانه بگسل پیوند

۱۹۱ خوشباش چنانکه هست این دور فلک ‏ هم بگذرد و نماند این دوری چند

کس را پس پردهٔ قضا راه نشد ‏ وز سر قدر هیچ کس آگاه نشد

۱۹۲ هفتاد و دو سال فکر کردم شب و روز ‏ معلوم نگشت و قصه کوتاه نشد

گویند بحشر گفتگو خواهد بود ‏ وان یار عزیز تندخو خواهد بود

۱۹۳ از خیر محض جز نکوئی ناید ‏ خوشباش که عاقبت نکو خواهد بود

مے خور که ز دل کثرت و قلت ببرد ‏ واندیشهٔ هفتاد و دو ملت ببرد

۱۹۴ پرهیز مکن ز کیمیائے که ازو ‏ یکمن بخوری هزار علت ببرد

مے گرچه حرامست ولی تا که خورد ‏ وانگاه چه مقدار و دگر با که خورد

۱۹۵ هرگاه که این سه شرط شد راست بگو ‏ گر می نخورد مردم دانا که خورد

من باده بجام یکمنی خواهم کرد ‏ خود را ابد و جام مے غنی خواهم کرد

۱۹۶ اول سه طلاق عقل و دین خواهم داد ‏ پس دختر رز را بزنی خواهم کرد

من مے خورم و هر که چو من اهل بود ‏ مے خوردن او نزد خدا سهل بود

۱۹۷ مے خوردن من حق از ازل میدانست ‏ گر من نخورم علم خدا جهل بود

میخواره اگر غنی بود عور شود ‏ وز عربده اش جهان پر از شور شود

۱۹۸ در حقهٔ لعل زان زمرد ریزم ‏ تا دیدهٔ افعی غمم کور شود

نابرده بصبح در طلب شامے چند ‏ ننهاده ز خود شتن برون گامے چند

۱۹۹ در کسوت خاص آمده عامے چند ‏ بدنام کنندهٔ نکونامے چند

۲۰۰ وقتی که طلوع صبح ازرق باشد
باید که بکف جام مروّق باشد
گویند که حق تلخ بود در افواه
باید که بدین دلیل می حق باشد

۲۰۱ وقتست که از سبزه جهان آرایند
موسی صفتان ز شاخ کف بنمایند
عیسی صفتان ز خاک بیرون آیند
وز چشم سحاب چشمها بگشایند

۲۰۲ هان تا ننهی بر تن خود غصه و درد
تا جمع کنی سیم سفید و زر زرد
زان پیش که گردد نفس گرم تو سرد
با دوست بخور که دشمنت خواهد خورد

۲۰۳ هر جرعه که ساقیش بجام افشاند
در دیده گرم آتش غم بنشاند
سبحان الله ز باده می پنداری
آبی که ز صد درد دلت برهاند

۲۰۴ زاهد بکرم ترا چو ما نشناسد
بیگانه ترا چو آشنا نشناسد
گفتی که گنه کنی بدوزخ برمست
این را بکسی گو که ترا نشناسد

۲۰۵ یاران چو باتفاق میعاد کنید
خود را بجمال یکدگر شاد کنید
ساقی چو می مغانه بر کف گیرد
بیچاره فلان را بدعا یاد کنید

۲۰۶ یکروز ز فلک کار مرا ساز نداد
هرگز سوی من دمی خوش آواز نداد
یکروز دمی ز شادمانی تزدم
کان روز بدست صد غمم باز نداد

۲۰۷ یکسان بدو روز اگر شود حاصل مرد
وز کوزه شکسته دم آبی سرد
محکوم کم از خودی چرا باید بود
یا خدمت چون خودی چرا باید کرد

۲۰۸ تا زهره و مه در آسمان گشت پدید
بهتر ز می لعل کسی هیچ ندید
من در عجبم زمی فروشان کایشان
به زانچه فروشند چه خواهند خرید

۲۰۹ آنانکه محیط فضل و آداب شدند
از جمع کمال شمع اصحاب شدند
ره زین شب تاریک نبردند برون
گفتند فسانهٔ و در خواب شدند

۲۱۰ هر صبح که روی لاله شبنم گیرد
بالای بنفشه در چمن خم گیرد
انصاف مرا ز غنچه خوش می آید
گر دامن خویشتن فراهم گیرد

۲۱۱ گردون ز سحاب نسترن می ریزد
گوئی که شگوفه در چمن می ریزد
در جام چو سوسن می گلگون ریزم
کز ابر بنفشه گون سمن می ریزد

۲۱۲ پیرانه سرم عشق تو در دام کشید
ورنه زکجا دست من و جام نبید

آن توبه که عقل داد جانان بشکست | وان جامه که صبر دوخت ایام درید
آن مرده‌ایم کز عدم بیم آید | آن بیم مرا خوشتر ازین بیم آید
۲۱۳ جانیست مرا بعاریة داده خدا | تسلیم کنم چو وقت تسلیم آید
اجرام که ساکنان این ایوانند | اسباب تردد خردمندانند
۲۱۴ هان تا سر رشتهٔ خرد گم نکنی | کانان که مدبرند سرگردانند
آنها که فلک ریزهٔ دهر آرایند | آیند و روند و باز با دهر آیند
۲۱۵ در دامن آسمان و در جیب زمین | خلقیست که تا خدا نمیرد زایند
آنها که اسیر عقل و تمیز شدند | در حسرت هست و نیست ناچیز شدند
۲۱۶ رو باخبران و آب انگور گزین | کاین بیخبران بغوره میویز شدند
آن عقل که در راه سعادت پوید | روزی صد بار خود ترا می گوید
۲۱۷ دریاب تو این یکدمه وقت که نه | آن تره که بدروند و دیگر روید
ماه رمضان برفت شوال آمد | هنگام نشاط و عیش و قوال آمد
۲۱۸ آمد گه آنکه خیکها اندر دوش | گویند که پشت پشت حمال آمد
یاران موافق همه از دست شدند | در پای اجل یگان یگان پست شدند
۲۱۹ بودند بیک شراب در مجلس عمر | دوری دو سه پیشتر ز ما مست شدند
آنانکه بکهنه و بنو موصوفند | در ره بکف آب و دو نان موقوفند
۲۲۰ گویند که شبلی و جنیدیم همه | شبلی نه ولی دو گرده معروفند
تا خاک مرا بقالب آمیخته اند | بس فتنه که از خاک برانگیخته اند
۲۲۱ من بهتر ازین نمی توانم بودن | کز بوته مرا چنین برون ریخته اند
آنها که کشندهٔ نبید ناب اند | وانها که بشب مدام در محراب اند
۲۲۲ بر خشک یکی نیست همه در آب اند | بیدار یکیست دیگران در خواب اند
از آب عدم تخم مرا کاشته اند | از آتش غم روح من افراشته اند
۲۲۳ سرگشته چو باد و سبدم گرد جهان | تا خاک من زجای برداشته اند
چون نیست درین زمانه سودی ز خرد | جز بیخرد از زمانه بر می نخورد
۲۲۴ پیش آر ز [illegible] خرد را ببرد | تا بو که زمانه سوی ما بنگرد

چون شاهد روح خانه پرداز شود   هر جنس باصل خویشتن باز شود
۲۲۵ این ساز وجود چار ابریشم طبع   از زخمه روزگار بی ساز شود
آنها که بکفر در معنی سفتند   در ذات خداوند سخنها گفتند
۲۲۶ واقف چو نگشتند بر اسرار فلک   اول زنخی زدند و آخر خفتند
این خلق همه خران با افسوس اند   پر مشغله و میان تهی چون کوس اند
۲۲۷ خواهی که کف پای ترا بوسند   خوش نام بزی که بندهٔ ناموس اند
روزی که جزای هر صفت خواهد بود   قدر تو بقدر معرفت خواهد بود
۲۲۸ در حسن صفت کوش که در روز جزا   حشر تو بصورت صفت خواهد بود
آن کاسه گری که کاسه سرها کرد   در کاسه گری صفات خود پیدا کرد
۲۲۹ بر خوان وجود ما نگون کاسه نهاد   وان کاسه سر نگون پر از سودا کرد
از واقعه ترا خبر خواهم کرد   وان را بدو حرف مختصر خواهم کرد
۲۳۰ با عشق تو در خاک فرو خواهم شد   با مهر تو سر ز خاک بر خواهم کرد
دل چراغیست که نور از رخ دلبر گیرد   در بمیرد ز غمش زندگی از سر گیرد
۲۳۱ صفت شمع به پروانه دلی باید گفت   کین حدیثیست که با سوختگان درگیرد
جانم بفدای آنکه او اهل بود   سر در قدمش اگر نهم سهل بود
۲۳۲ خواهی که بدانی بیقین دوزخ را   دوزخ بجهان صحبت نااهل بود
خورشید کمند صبح بر بام افگند   کیخسرو روز باده در جام افگند
۲۳۳ می خور که منادی سحرگه خیزان   آوازهٔ اشربوا در ایام افگند
یاران بموافقت چو میعاد کنید   باید که ز دوست یاد بسیار کنید
۲۳۴ چون بادهٔ خوشگوار نوشید بهم   نوبت چو بما رسد نگونسار کنید
چندان کرم و لطف ز آغاز چه بود   وان داشتنم در طرب و ناز چه بود
۲۳۵ اکنون همه در رنج دلم میکوشی   آخر چه گناه کرده ام باز چه بود
آنها که اساس کار بر زرق نهند   آیند و میان جان و تن فرق نهند
۲۳۶ بر فرق نهم خروس می را پس ازین   گر همچو خروس اره بر فرق نهند
آنها که در آمدند و در جوش شدند   آشفتهٔ ناز و طلب و نوش شدند

خوردند پیاله و خاموش شدند | در خاک ابد جمله هم آغوش شدند

۲۳۸ زدائی نصیب نیکبختان بخشند | قسمی بمن رند پریشان بخشند
گر نیک آیم مرا از ایشان شمرند | ور بد باشم مرا بدیشان بخشند

۲۳۹ از گردش روزگار بهره برگیر | بر تخت طرب نشین بکف ساغر گیر
از طاعت و معصیت خدا مستغنیست | باری تو مراد خود ز عالم برگیر

۲۴۰ افلاک که جز غم نفزایند دگر | ننهند بجا تا نربایند دگر
نا آمدگان اگر بدانند که ما | از دهر چه میکشیم نایند دگر

۲۴۱ از بودنی ای دوست چه داری تیمار | وز فکرت بیهوده دل و جان افگار
خرم تو بزی جهان بشادی گذران | تدبیر نه با تو کرده اند اول کار

۲۴۲ این اهل قبور خاک گشتند و غبار | بیخود شده و بیخبر از همه کار
هر ذره ز هر ذره گرفتند کنار | آه این چه سرابست که تا روز شمار

۲۴۳ ایدل همه اسباب جهان خواسته گیر | باغ طربت بسبزه آراسته گیر
وانگاه بران سبزه شبی چون شبنم | بنشسته و بامداد برخاسته گیر

۲۴۴ سنت مکن و فریضهٔ حق بگذار | وان لقمه که داری ز کسان باز مدار
غیبت مکن و بجوی کس را آزار | هم وعدهٔ آن جهان منم باده بیار

۲۴۵ از گردش این زمانهٔ دون پرور | با صد غم و درد می برم عمر بسر
چون غنچه بگذر از جهان با دل تنگ | چون لاله ز باغ دهر با خون جگر

۲۴۶ ایام جوانیست شراب اولی تر | با خوش پسران بادهٔ ناب اولی تر
این عالم فانی چو خرابست بآب | از باده در او مست و خراب اولی تر

۲۴۷ ای در طلب تو عالمی در شر و شور | در پیش تو درویش و توانگر همه عور
ای با همه در حدیث و گوش همه کر | وی با همه در حضور و چشم همه کور

۲۴۸ با سفله تند خوی و بی عقل و وقار | زنهار مخور باده که رنج آرد بار
بدمستی و شور و عربده در شب عیش | دردسر و عذر خواهیش روز خمار

۲۴۹ چون نیست ز اختر آنکه رو داد قرار | چندین ز پی مراد دل رنج مدار
هان تا ننهی [illegible] این بار | بگذاشتن و گذشتن است آخر کار

250 جانان ز صاف نامشوش میخور | برباد دبستان نغز دلکش می خور
می خون رز است ور زترا میگویید | خون بر تو حلال کرده ام خوش میخور
251 دلتنگ شوی بگو کے بنگ بخور | یا یک سنگی بادۂ گر تنگ بخور
صوفی شدۂ این نخوری آن بخوری | درخورد تو سنگست برو سنگ بخور
252 دی کوزه گری بدیدم اندر بازار | بر تازه گلے لگد همی زد بسیار
وان گل بزبان حال باوی میگفت | من همچو تو بوده ام مرا نیکو دار
253 یکجرعه ازملکت جمشید خوشتر | بوی قدح از غذای مریم خوشتر
آه سحری ز سینۂ خماری | از نالۂ بوسعید و ادهم خوشتر
254 در دائرۂ سپهر ناپیدا غور | جامیست که جمله را چشانند بدور
نوبت چو بدور تو رسد آه مکن | می نوش بخوشدلی که دورست بجور
255 عمر تو چه دو صد و چه سی صد چه هزار | زین کهنه سرای برون برندت ناچار
گر بادشهی و گر گدای بازار | این هردو بیک نرخ بود آخر کار
256 اورا خواهی ز زن و فرزند ببر | مردانه در آز خویش پیوند ببر
هرچیز که هست بند راه است ترا | با بند چگونه ره روی بند ببر
257 زیلی چو حقیقت جهانست مجاز | چندین چه خوری تو غم ازین رنج دراز
تن را بقضا سپار و با درد بساز | یقین برفته قلم ز بهر تو ناید باز
258 از جملۂ رفتگان این راه دراز | باز آمدۂ کو که بما گوید راز
زنهار درین سرای از روی نیاز | چیزی نگذاری که نمی آئی باز
259 این چرخ که با کسی نمیگوید راز | گشته بستم هزار محمود و ایاز
میخور که بکس عمر دوباره ندهد | هرکس که شد از جهان نمی آید باز
260 ای بر همه سروران عالم فیروز | دانی که چه وقت می بود روح افروز
یکشنبه و دوشنبه و سه شنبه و چار | پنجشنبه و آدینه و شنبه شب و روز
261 ای خوش پسر غمزه گر رنگ آمیز | بنشین و هزار فتنه بنشان و بخیز
تو حلم همی کنی که در سن مستی | این حکم چنان بود که رنج دارد و مریز
262 با تو بجز اباات اگر گوییم راز | همه زانکه گفتم بیتو به محراب نماز

ای اول و آخر همه خلقان تو — خواهی تو مرا بسوز و خواهی بنواز
با مردم پاکباز و عاقل آمیز — از نا اہلان ہزار فرسنگ گریز
۲۶۳ گر زہر دہد ترا خردمند بنوش — ور نوش دہد ز دست نااہل بریز
بازے بودم پریده از عالم راز — تا بو که رسم من از نشیبے به فراز
۲۶۴ اینجا چو نیافتم کسے محرم راز — زان در که در آمدم برون رفتم باز
عکسے که از او کمال باشد پرہیز — فرموده و امر کرده کز وے بگریز
۲۶۵ آنگاه میان امر و نهیش علی عجز — در مانده جهانیان که کج دار و مریز
رفتند و ز رفتگان یکے نامد باز — تا با تو بگوید سخن از پردهٔ راز
۲۶۶ کارت ز نیاز میکشاید نه نماز — بازیچه بود نماز بے صدق و نیاز
رو بر سر افلاک جهان خاک انداز — مے میخور و گرد خوبرویان می تاز
۲۶۷ چه جاے عبادتست و چه جاے نماز — کز جمله رندگان یکے نامد باز
گر گوہر طاعتت نسفتم ہرگز — گرد گنه از چهره نرفتم ہرگز
۲۶۸ نومید نیم ز بارگاه کرمت — زیرا که یکے را دو نگفتم ہرگز
گردیم دگر شیوهٔ رندی آغاز — تکبیر همی زنیم بر پنج نماز
۲۶۹ ہر جا که صراحی است ما را بینی — گردن چو صراحی سوے آن کرده دراز
ما لعبتکانیم و فلک لعبت باز — از روے حقیقتے نه از روے مجاز
۲۷۰ بازیچه همی کنیم بر نطع وجود — رفتیم بصندوق عدم یک یک باز
می پرسیدی که چیست این نقش مجاز — گر برگویم حقیقتش ہست دراز
۲۷۱ نقشیست پدید آمده از دریائی — و آنگاه شده بقعر آن دریا باز
با عاشق و آشفته و مستیم امروز — در کوے مغان باده پرستیم امروز
۲۷۲ از ہستی خویشتن بکلی رستیم — پیوسته بمحراب الستیم امروز
معشوق که عمرش چو غمم باد دراز — امروز بنو تلطفے کرد آغاز
۲۷۳ بر چشم من انداخته و می چشم برفت — یعنی که نکوئی کن و در آب انداز
لب بر لب کوزه بودم از غایت آز — تا زو طلبم واسطهٔ عمر دراز
۲۷۴ لب بر لب من نهاد و می گفت براز — مے خور که بدین جهان نمی آئی باز

در کتم عدم خفته بدم گفتی خیز | دارد بجهان دو جهان شورانگیز
275 واکنون که بفرمان تو ام حیرانم | القصه چنان دارد که گنج دارد و مریز
ای واقف اسرار ضمیر همه کس | در حالت عجز دستگیر همه کس
276 یارب تو مرا توبه ده و عذر پذیر | ای توبه ده و عذر پذیر همه کس
مرغی دیدم نشسته بر بارهٔ طوس | در پیش نهاده کلهٔ کیکاوس
277 با کله همیگفت که افسوس افسوس | کو بانگ جرسها و کجا نالهٔ کوس
از حادثهٔ زمانهٔ آینده مپرس | وز هرچه رسد چو نیست پاینده مپرس
278 این یکدمه نقد را غنیمت میدان | از رفته میندیش وز آینده مپرس
آغاز دوان گشتن آن زرین طاس | وانجام خرابی چنین نیک اساس
279 دانسته نمیشود به معیار عقول | سنجیده نمیشود بمقیاس قیاس
پندی دهمت اگر بمن داری گوش | از بهر خدا جامهٔ تزویر مپوش
280 عقبی همه ساعتست و دنیا یکدم | از بهر دمی ملک ابد را مفروش
تا چند کنم عرضهٔ نادانی خویش | بگرفت دل من از پریشانی خویش
281 زنار مغانه برمیان خواهم بست | دانی زچه از ننگ مسلمانی خویش
خیام اگر ز باده مستی خوش باش | با لاله رخی اگر نشستی خوش باش
282 چون آخر کار نیست خواهی بودن | انگار که نیستی چو هستی خوش باش
در کارگه کوزه گری رفتم دوش | دیدم دو هزار کوزه گویا و خموش
283 ناگاه یکی کوزه بر آورد خروش | کو کوزه گر و کوزه خر و کوزه فروش
سرمست به میخانه گذر کردم دوش | پیری دیدم مست و سبوئی بر دوش
284 گفتم ز خدا شرم نداری ای پیر | گفتا کرم از خداست رو باده بنوش
می را اگر خضر خجسته داردیافتی | ور آب حیاتست و منم الیاسش
285 من قوت دل و قوت روح خوانم | چون گفت خدا منافع للناسش
گرچه حرامست مدامش منوش | با نغمه و چنگ صبح و شامش منوش
286 ولیکن زمی لعل گرت دست دهد | یکقطره رها مکن و تمامش بنوش
هفتاد و دو ملتند در دین کم و بیش | از ملتها عشق تو دارم در پیش

287 چه کفر و چه اسلام چه طاعت چه گناه
مقصود توئی بهانه بردار از پیش
یک یک هنرم ببین و گنه ده ده بخش
هر جرم که رفت حسبة لله بخش

288 از باد و هوا آتش کینم تو مفروز
بار الها بخاک رسول الله بخش
غم چند خوری ز کار نا آمده پیش
رنجست نصیب مردم دوراندیش

289 خوش باش و جهان تنگ مکن بر دل خویش
کز خوردن غم قضا نگردد کم و بیش
جامیست که عقل آفرین می زندش
صد بوسه ز مهر بر جبین می زندش

290 این کوزه گر دهر چنین جام لطیف
می سازد و باز بر زمین می زندش
می در قدح انصاف که جانیست لطیف
در کالبد شیشه روانیست لطیف

291 لایق نبود هیچ گران همدم من
جز ساغر باده کان گرانیست لطیف
ای چرخ فلک ز نان شناسی نمک
پیوسته مرا برهنه سازی چو سمک

292 از چرخ زنی و شخص پوشیده شود
پس چرخ زنی برا ز توای چرخ فلک
گر گل نبود نصیب ما خار اینک
ور نور بما نمی رسد نار اینک

293 در سبحه و سجاده و شیخی نبود
ناقوس و کلیسیا و زنار اینک
گر صلح بنایم ز ناک جنگ اینک
ور نام نکو نباشدم ننگ اینک

294 جام می لعل ارغوان رنگ اینک
آنکس که نخیزد ز دو سر سنگ اینک
هین صبح دمید و دامن شب شد چاک
برخیز و صبوح کن چرائی غمناک

295 می نوش دلا که صبح بسیار دمد
او روی بما کرده و ما روی بخاک
از آتش آخرت بترسم الهی باک
در آب ندامت نشوی هرگز پاک

296 چون باد اجل چراغ عمرت بکشد
ترسم که ترا ز سنگ نبیذ ریزد خاک
این صورت کون جمله نقشیست خیالی
عارف نبود هر که ندارد این حال

297 بنشین قدح باده بنوش و خوش باش
فارغ شو ازین نقش و خیالات محال
با سرو قدی تازه تر از خرمن گل
از دست مده جام می و دامن گل

298 ز ان پیش که ناگه شود از باد اجل
پیراهن عمر تو چو پیراهن گل
در سر نکند از هیچ سودا ای محال
می خور همه سال ساغر مالامال

299 با دختر رز نشین و سیر عشق میکن
دختر بحرام به که مادر بحلال

300 عشقی بکمال دلربائی بجمال | دل پرسخن و زبان زگفتن شده لال
زین نادره‌تر که دید یارب بجهان | من تشنه و پیش من روان آب زلال

301 می برکف من نه و برآور غلغل | با نالهٔ عندلیب و صورت بلبل
بی نغمه اگر روا بُدی می خوردن | از سر شیشه می نکردی قلقل

302 اسرار حقیقت نشود حل بسوال | نه نیز به درباختنِ نعمت و مال
تا جان نکنی و خون خوری پنجه سال | از قال ترا ره ننمایند بحال

303 از جرم حضیض خاک تا اوج زحل | کردم همه مشکلاتِ گردون راحل
بیرون جستم زبندِ هر مکر و حیل | هر بند گشاده شد مگر بند اجل

304 تا کی ز ابد حدیث و تا کی ز ازل | بگذشت ز اندازهٔ من علم و عمل
هنگام طرب شراب را نیست بدل | هر مشکل را شراب گرداند حل

305 از خالقِ کردگار و از رب رحیم | نومید مشو بجرم عصیانِ عظیم
گر مست و خراب مرده باشی امروز | فردا بخشد بر استخوان های رمیم

306 ای چرخ زگردش تو خرسند نیم | آزادم کن که لایق بند نیم
گر میل تو با بیخرد و نادانست | من نیز چنان اهل خردمند نیم

307 ای مفتی شهر از تو پرکارتریم | با این همه مستی از تو هشیارتریم
تو خون کسان خوری و ما خون رزان | انصاف بده کدام خونخوارتریم

308 آن به که بجام باده دلشاد کنیم | وز آمده و گذشته کم یاد کنیم
وین عاریتی روانِ زندانی را | یک لحظه زبند عقل آزاد کنیم

309 آن لحظه که از اجل گریزان گردم | چون برگ زشاخ عمر ریزان گردم
عالم بنشاط دل بغربال کنیم | زان پیش که با خاکِ بیزان گردم

310 این چرخ فلک که ما درو حیرانیم | فانوس خیال ازو مثالی دانیم
خورشید چراغدان و عالم فانوس | ما چون صوریم کاندرو گردانیم

311 از آب و گلم سرشته‌ای من چه کنم | وین پشم و قصب تو رشته‌ای من چه کنم
هر نیک و بدی که آید از ما بوجود | تو بر سر من نوشته‌ای من چه کنم

312 ای دوست بیا تا غم فردا نخوریم | وین یکدمه عمر را غنیمت شمریم

فردا که ازین دیر کهن در گذریم با هفت هزار سالگان هم سفریم
بے بادہ مباش تا توانی یکدم کز باده شود عقل و دل و دین خرم
۲۴۳ ابلیس اگر باده بخوردے یکدم کردے دو هزار سجده پیش آدم
برخیز و بکوب پاے تا دست زنیم مے در نظر نرگس سرمست زنیم
۲۴۴ در بیت زدن ذوق ندارد چندان ذوق عجب آن بود که در شصت زنیم
برخود در کام و آرزو در بستم وز منت هر ناکس و کس وارستم
۲۴۵ جز دوست چو کس نیست که گیرد دستم من دانم و او چنانکه هستم هستم
پیوسته ز گردش فلک غمگینم با طبع خسیس خویشتن در کینم
۲۴۶ علمے نه که از سر جهان برخیزم عقلے نه که فارغ ز جهان بنشینم
بر مفرش خاک خفتگان مے بینم در زیر زمین نهفتگان مے بینم
۲۴۷ چندانکه بصحراے عدم می نگرم نا آمدگان و رفتگان مے بینم
با رحمت تو من از گنه نه اندیشم با توشه تو ز رنج ره نه اندیشم
۲۴۸ گر لطف توام سفید رو گرداند یک ذره ز نامه سیه نه اندیشم
تا ظن نبری که از جهان می ترسم وز مردن و از رفتن جان می ترسم
۲۴۹ مردن چو حقیقت ست زان باکم نیست چون نیک نزیستم از آن می ترسم
تا چند اسیر عقل هر روزه شویم در دهر چه صد ساله چه یکروزه شویم
۲۵۰ در ده تو بکاسه مے از آن پیش که ما در کارگه کوزه گران کوزه شویم
تا چند ملامت کنی اے زاهد خام ما رند خراباتی و مستیم مدام
۲۵۱ تو در غم تسبیح و ریا و تلبیس ما با مے و معشوقه مدامیم بکام
با نفس همیشه در نبردم چه کنم وز کرده خویشتن بدردم چه کنم
۲۵۲ گیرم که ز من در گذرانی بکرم زان شرم که دیدی که چه کردم چه کنم
جانا من و تو نمونه پرگاریم سر گرچه دو کرده ایم یکتن داریم
۲۵۳ بر نقطه روانیم کنون دائره وار تا آخر کار سر بهم باز آریم
چون نیست مقام ما درین دیر مقیم پس بے مے و معشوق خطائیست عظیم
۲۵۴ تا کے ز قدیم و محدث اے مرد حکیم چون من رفتم جهان چه محدث چه قدیم

٣٢٥ در مسجد اگرچه با نیاز آمده ام — حقا که نه از بهر نماز آمده ام
روزی اینجا سجاده دزدیدم — آن کهنه شدست باز باز آمده ام

٣٢٦ دیگر غم این گردش گردون نخوریم — جز باده ناب صاف گلگون نخوریم
می خون جهانست و جهان خونی ما — ما خون دل خونی خود چون نخوریم

٣٢٧ در عشق تو صد گونه ملامت بکشم — ور بشکنم این عهد غرامت بکشم
گر عمر وفا کند جفاهای ترا — باری کم از آنکه تا قیامت بکشم

٣٢٨ در دائره وجود دیر آمده ایم — وز پایه مردمی بزیر آمده ایم
چون عمر نه بر مراد ما میگذرد — ای کاش سر آمدی که سیر آمده ایم

٣٢٩ دنیا چو فناست من بجز فن نکنم — جز یاد دل نشاط وی روشن نکنم
گویند مرا که ایزدت توبه دهاد — او خود ندهد و رندهد من نکنم

٣٣٠ در پای اجل چو من سرافگنده شوم — در دست اجل چو مرغ پرکنده شوم
زنهار گلم بجز صراحی نکنید — باشد که ببوی می دمی زنده شوم

٣٣١ زین گونه که حسن کار جهان می بینم — عالم همه رایگان بران می بینم
سبحان الله بهر چه در مینگرم — ناکامی خویش اندران می بینم

٣٣٢ صبح است دمی برگ گلرنگ زنیم — وین شیشه نام و ننگ بر سنگ زنیم
دست از امل دراز خود بازکشیم — در زلف دراز و دامن چنگ زنیم

٣٣٣ گر من گنه روی زمین کردستم — عفو تو امید است که گیرد دستم
گفتی که بروز عجز دستت گیرم — عاجز تر ازین مخواه کاکنون هستم

٣٣٤ گر من ز می مغانه مستم هستم — ور کافر و گبر و بت پرستم هستم
هر طائفه ای بمن گمانی دارند — من زان خودم چنانکه هستم هستم

٣٣٥ هشیار نبوده ام دمی تا هستم — امشب شب قدر است من امشب مستم
لب بر لب جام و سینه بر سینه خم — تا روز بگردن صراحی دستم

٣٣٦ من ظاهر نیستی و هستی دانم — من باطن هر فراز و پستی دانم
با این همه از دانش خود شرمم باد — گر مرتبه ورای مستی دانم

من باده خورم ولیک مستی نکنم — الا بقدح دراز دستی نکنم

دانی غرضم ز نی پرستی چه بود
تا همچو تو خویشتن پرستی نکنم

۳۳۸ عمرم هستی کر با تو گویم یک دم
اگر از اول کار خود چه بودست آدم
محنت زده سرشته اند ز گل غم
هیچند جهان بخورد و برداشت قدم

۳۳۹ ما جای نماز بی بلب خُسم کردیم
خود در ره بی لعل چو مردم کردیم
در کوی خرابات مگر بتوان یافت
آن عمر که در صومعها گم کردیم

۳۴۰ مقصود ز جمله آفرینش مائیم
در چشم خرد جوهر بینش مائیم
این دائره جهان چو انگشتری است
بی هیچ شکی نقش نگینش مائیم

۳۴۱ ما کز نی بیخودی طربناک شدیم
وز بادیه دون بر سر افلاک شدیم
آخر همه ز آلایش تن پاک شدیم
از خاک برآمدیم و با خاک شدیم

۳۴۲ من در رمضان روزه اگر میخوردم
تا ظن نبری که بیخبر میخوردم
از محنت روزه روز من چون شب بود
پنداشته بودم که سحر میخوردم

۳۴۳ هرگز بطرب شربت آبی نخوریم
تا از کف اندوه شرابی نخوریم
تا نی نزنیم در نمک هیچ گهی
تا از جگر خویش کبابی نخوریم

۳۴۴ هر روز پگاه در خرابات شوم
همراه قلندران طامات شوم
چون عالم سر الخفیات توئی
توفیقم ده تا بمناجات شوم

۳۴۵ هیچو غم ایام نداریم خوشیم
گر چاشت بود شام نداریم خوشیم
چون پخته بخامی رسد از مطبخ
از نفس طمع خام نداریم خوشیم

۳۴۶ یک روز ز بند عالم آزادنیم
یکدم زدن از وجود خود شادنیم
شاگردی روزگار کردم بسیار
در دور جهان هنوز استادنیم

۳۴۷ یکدست بمصحفیم و یکدست بجام
گه نزد حلالیم و گهی نزد حرام
ماییم درین گنبد فیروزه رخام
نی کافر مطلق نه مسلمان تمام

۳۴۸ از من بر مصطفی رسانید سلام
وانگاه بگوئید باعزاز تمام
کای سید هاشمی چرا دوغ ترش
در شرع حلالست و می ناب حرام

۳۴۹ از من بر خیام رسانید سلام
وانگاه بگوئید که خامی خیام
من کی گفتم که می حرامست ولی
بر پخته حلالست و بر خام حرام

۳۵۰ دشمن بغلط گفت که من فلسفیم — ایزد داند که آنچه او گفت نیم
لیکن چو درین غم آشیان آمده ام — آخر کم از آن که من ندانم که کیم
۳۵۱ چندانکه ز خود نیست ترم هست ترم — هر چند بلند پایه تر پست ترم
زین طرفه تر آنکه از شراب هستی — هر لحظه که هشیار ترم مست ترم
۳۵۲ گل گفت که من یوسفِ مصر چمنم — یاقوت گران مایه پر زر دهنم
گفتم چو تو یوسفی نشانے بنمائے — گفتا که بخون غرق نگر پیرهنم
۳۵۳ یکچند بکودکی باستاد شدیم — یکچند باستادی خود شاد شدیم
پایانِ سخن شنو که ما را چه رسید — از خاک بر آمدیم و بر باد شدیم
۳۵۴ پاک از عدم آمدیم ناپاک شدیم — آسوده در آمدیم و غمناک شدیم
بودیم ز آبِ دیده در آتش دل — دادیم بباد عمر و در خاک شدیم
۳۵۵ در جستن جام جم جهان پیمودیم — روزے ننشستیم و شبے نغنودیم
ز استاد چو وصف جام جم بشنودیم — خود جام جهان نمائے جم من بودیم
۳۵۶ فرزین صفتا کم است غمهات شدم — از اسپ پیاده از جفاهات شدم
از بازیٔ فیل و شاه چون در ماندم — رُخ بر رُخِ تو نهاده ام مات شدم
۳۵۷ ایزد چو نخواست آنچه من خواسته ام — کے گردد راست آنچه من خواسته ام
گر جمله صواب است که او خواسته است — پس جمله خطاست آنچه من خواسته ام
۳۵۸ هنگام گلست اختیارے بکنم — و آنگه به خلاف شرع کارے بکنم
با سبزه خطان و لاله رُخ روزے چند — بر سبزه ز جرعه لاله زارے بکنم
۳۵۹ تا ظن نبری که من بخود موجودم — یا این ره خون خواره بخود پیمودم
این بود و نبود من ز بود او بود — من خود که بُدم کجا بُدم کے بودم
۳۶۰ من بے مے ناب زیستن نتوانم — بے باده کشید بار تن نتوانم
من بندهٔ آن دمم که ساقی گوید — یک جام دگر بگیر و من نتوانم
۳۶۱ اے گشته شب و روز بدنیا نگران — اندیشه نمیکنی تو از روز گران
آخر نفسے ببین و باز آے بخود — کایام چگونه میکنند با دگران
۳۶۲ اے آنکه توئی خلاصهٔ کون و مکان — بگذار دے وسوسهٔ سود و زیان

یک جام مے ساقی باقی بستان | تا باز رہی از غم این ہر دو جہان
٣٦٣ از گردش این دائرۂ بے پایان | برخورداری دو نوع مردم را دان
یا باخبری تمام از نیک و بدش | یا بیخبری از خود و از کار جہان
٣٦٤ احوال جہان بر دلم آسان میکن | و افعال بدم ز خلق پنہان میکن
امروز خوشم بدار و فردا با من | آنچه از کرمت سزد بدان میکن
٣٦٥ آنرا کہ وقوف نیست بر احوال جہان | شادی و غم و رنج بر وشد یکسان
چون نیک و بد جہان بسر خواہد شد | خواہی تو بدرد باش و خواہی درمان
٣٦٦ برخیز و مخور غم جہان گذران | خوش باش و دمے بشادمانی گذران
در طبع جہان اگر وفائے بودے | نوبت بتو خود نیامدے از دگران
٣٦٧ بشنو ز من ای زبدۂ یاران کہن | اندیشہ مکن زین فلک بیسروبن
بر گوشۂ عرصۂ قناعت بنشین | بازیچہ چرخ را تماشا میکن
٣٦٨ تا بتوانی خدمت رندان میکن | بنیاد نماز و روزه ویران میکن
بشنو سخن راست ز خیام ای دوست | می خور رہ میزن و احسان میکن
٣٦٩ حق جان جہانست و جہان جملہ بدن | و اصناف ملائکہ حواس این تن
افلاک و عناصر و موالید اعضا | توحید ہمین است و دگرہا ہمہ فن
٣٧٠ دی شب ز سر صدق و صفا دل من | در میکدہ آن روح فزاے دل من
جامی بمن آورد کہ بستان و بخور | گفتم نخورم گفت برائے دل من
٣٧١ خواہی بنہد پیش تو گردون گردن | کار تو بود ہمیشہ جان پروردن
ہمچون منت اعتقاد باید کردن | می خوردن و اندوہ جہان ناخوردن
٣٧٢ در عالم خاک از کران تا بکران | چندانکہ نظر کنند صاحب نظران
حاصل ز جہان بیوفا چیزے نیست | الا مے لعل و عارض خوش پسران
٣٧٣ دی بر لب جوے با نگارے موزون | من بودم و ساغر شراب گلگون
در پیش نہادہ صدفے کز گہرش | نوبت زنن صبح صادق آید بیرون
شرمت ناید ازین تباہی کردن | زین ترک او امر و نواہی کردن
گیرم کہ سراسر جہان ملک تو شد | جز آنکہ رہا کنی چہ خواہی کردن

۳۷۵ رندے دیدم نشستہ بر خشک زمین | نہ کفر و نہ اسلام و نہ دنیا و نہ دین
نہ حق نہ حقیقت نہ شریعت نہ یقین | اندر دو جہان کرا بود زہرۂ این

۳۷۶ قومے متفکر اند در مذہب و دین | جمعے متحیر اند در شک و یقین
ناگاہ منادیے بر آید ز کمین | کاے بیخبران راہ نہ آنست نہ این

۳۷۷ گاویست در آسمان و نامش پروین | یک گاو دگر نہفتہ در زیر زمین
چشم خردت کشاے چون اہل یقین | زیر و زبر دو گاو مشتی خر بین

۳۷۸ گویند برائے کم تر خور از این | آخر بچہ عذر بر نداری سر از این
عذرم رخ یار و بادہ صبحدمست | انصاف بدہ چہ عذر روشن تر از این

۳۷۹ گر بر فلکم دست بُدے چون یزدان | برداشتمے من این فلک را ز میان
از نو فلکے دگر چنان ساختمے | کازادہ بکام دل رسیدے آسان

۳۸۰ مسکین دل دردمند دیوانۂ من | ہشیار نشد ز عشق جانانۂ من
روزے کہ شراب عاشقی میدادند | در خون جگر زدند پیمانۂ من

۳۸۱ مے خوردن و گردِ نیکوان گردیدن | بہ زانکہ بزرق و زاہدی ورزیدن
گر عاشق و مست دوزخی خواہد بود | پس روے بہشت کس نخواہد دیدن

۳۸۲ نتوان دلِ شاد را بغم فرسودن | وقتِ خوشِ خود بسنگ محنت سودن
در دہر کہ داند کہ چہ خواہد بودن | مے باید و معشوق و بکام آسودن

۳۸۳ بشکست بنام نیک مشہور شدن | عارست ز جور چرخ رنجور شدن
خمار ببوے آب انگور شدن | بہ زانکہ بزہد خویش مغرور شدن

۳۸۴ یارب بدلِ اسیر من رحمت کن | بر سینۂ غم پذیر من رحمت کن
بر پاے خرابات روِ من بخشائے | بر دستِ پیالہ گیر من رحمت کن

۳۸۵ یارب ز قبول و رد دم بازرہان | مشغول خودت کن ز خودم بازرہان
تا ہشیارم ز نیک و بد میدانم | مستم کن و از نیک و بدم بازرہان

۳۸۶ زین گنبد گردیدہ بد افعالی بین | وز رفتن دوستان جہان خالی بین
تا بتوانی تو یک نفس خرم باش | فردا منگر دے مطلب حالی بین

۳۸۷ چون حاصل آدمی در این شورستان | جز خوردن غصہ نیست یا کندن جان

خرم دل آن کزین جهان زود برفت آسوده کسی که خود نیامد بجهان

بر موجب عقل زندگانی کردن شاید کردن ولی ندانی کردن
۳۸۸ استاد تو روزگار چابکدستست چندان بسرت زند که دانی کردن

اسرار ازل را نه تو دانی و نه من وین حرف معما نه تو خوانی و نه من
۳۸۹ هست از پس پرده گفتگوی من و تو چون پرده برافتد نه تو مانی و نه من

این چرخ فلک بهر هلاک من و تو قصدی دارد بجان پاک من و تو
۳۹۰ بر سبزه نشین بتا که بس دیر نماند تا سبزه برون دمد ز خاک من و تو

از تن چو برفت جان پاک من و تو خشتی دو نهند بر مغاک من و تو
۳۹۱ وانگه ز برای خشت گور دگران در کالبدی کشند خاک من و تو

آن قصر که بر چرخ همی زد پهلو بر درگه او شهان نهادندی رو
۳۹۲ دیدیم که بر کنگره اش فاخته آواز همیداد که کوکو کوکو

از آمدن و رفتن ما سودی کو وز تار وجود عمر ما پودی کو
۳۹۳ در چنبر چرخ جسم چندین پاکان میسوزد و خاک میشود دودی کو

ای آب حیات مضمر اندر لب تو مگذار که بوسد لب ساغر لب تو
۳۹۴ گر خون صراحی نخورم مرد نیم او خود که بود که لب نهد بر لب تو

آنم که پدید گشتم از قدرت تو صد سال بشدم بناز در نعمت تو
۳۹۵ صد سال بامتحان گنه خواهم کرد یا جرم منست بیش یا رحمت تو

بر وار پیاله و سبو ای دلجو برگرد بگرد سبزه زار و لب جو
۳۹۶ کین چرخ بسی قد بتان مهرو صد بار پیاله کرد و صد بار سبو

مائیم خریدار می کهنه و نو وانگاه فروشنده عالم جو جو
۳۹۷ دانی که پس از مرگ کجا خواهی رفت می پیش من آر و هر کجا خواهی رو

ناکرده گناه در جهان کیست بگو وانکس که گنه نکرد چون زیست بگو
۳۹۸ من بد کنم و تو بد مکافات دهی پس فرق میان من و تو چیست بگو

قوت لب لعل بدخشانی کو وان راحت روح و راح ریحانی کو
۳۹۹ گویند حرام در مسلمانی شد تو می خور و غم مخور مسلمانی کو

ای زندگی تن و توانم همه تو — جانی و دلی ای دل و جانم همه تو

۴۰۰ تو هستی من شدی از آنی همه من — من نیست شدم در تو از آنم همه تو

ای رفته بچوگان قضا همچون گو — چپ می خور و و راست برو هیچ مگو

۴۰۱ کانکس که ترا فگند اندر تگ و پو — او داند و او داند و او داند و او

در دیدهٔ تنگ مور نور است از تو — در پای ضعیف پشه زور است از تو

۴۰۲ ذات تو سزاست مر خداوندی را — هر وصف که ناسزاست دور است از تو

گر باخردی تو حرص را بنده مشو — در پای طمع خوار و سرافگنده مشو

۴۰۳ چون آتش [illegible] باش چون آب روان — چون خاک بهر باد پراگنده مشو

از هرچه بجز می است کوتاهی به — می هم زکف بتان خرگاهی به

۴۰۴ مستی و قلندری و گمراهی به — یکجرعهٔ می ز ماه تا ماهی به

ای [illegible] کار باش آسوده — واندوه زمانه کم خور از بیهوده

۴۰۵ چون سوبت عمر برتنت چاک شود — چه کرده و چه گفته و چه آلوده

ای نیک نکرده و بدیها کرده — وانگاه بلطف حق تولا کرده

۴۰۶ بر عفو مکن تکیه که هرگز نبود — ناکرده چو کرده کرده چون ناکرده

اندازهٔ عمر بیش از شصت منه — هر جا که قدم نهی بجز مست منه

۴۰۷ زان پیش که کلهٔ سرت کوزه کنند — رو کوزه ز دوش و کاسه از دست منه

این چرخ چو طاسیست نگون افتاده — در روی همه زیرکان زبون افتاده

۴۰۸ در دوستی شیشه و ساغر نگرید — لب بر لب و در میانه خون افتاده

ای کن در میخانه بسلت رفته — ترک بد و نیک هر دو عالم گفته

۴۰۹ گر هر دو جهان چو گوی افتد بکوی — برسن بجوی چو مست باشم خفته

قطره بگریست که از بحر جدائیم همه — بحر بر قطره بخندید که مائیم همه

۴۱۰ در حقیقت دگری نیست خدائیم همه — لیک از گردش یک نقطه جدائیم همه

تا کی غم آن خورم که دارم یا نه — وین عمر بخوشدلی گذارم یا نه

۴۱۱ پر کن قدح باده که معلوم نیست — کین دم که فرو برم برآرم یا نه

۴۱۲ تن در غم روزگار بیداد مده — جان را ز غم گذشتگان یاد مده

دل جز بلب شکرلب پریزاد مده | بی باده مباش و عمر بر باد مده
تاچند ز مسجد و نماز و روزه | در میکدها مست شو از دریوزه
۴۱۳ خیام بخور باده که این خاک ترا | گه جام کنند و گه سبو گه کوزه
بنگر ز صبا دامن گل چاک شده | بلبل ز جمال گل طربناک شده
۴۱۴ در سایهٔ گل نشین که بسیار این گل | از خاک بر آمدست و بر خاک شده
دنیا بمراد رانده گیر آخر چه | وین نامهٔ عمر خوانده گیر آخر چه
۴۱۵ گیرم که بکام دل بمانی صد سال | صد سال دگر بمانده گیر آخر چه
دانی ز چه روی اوفتادست سپیراه | آزادی سرو و سوسن اندر افواه
۴۱۶ این دارد ده زبان ولیکن خاموش | وان دارد صد دست ولیکن کوتاه
ساقی می خوشگوار بر دستم نه | وان بادهٔ چون نگار بر دستم نه
۴۱۷ آن می که چو زنجیر بپیچد بهم | دیوانه و هوشیار بر دستم نه
فریاد که رفت عمر بر بیهوده | هم لقمهٔ حرام و هم نفس آلوده
۴۱۸ فرمودهٔ ناکرده سیه رویم کرد | فریاد ز کردهای نا فرموده
من توبه کنم از همه چیز از می نه | گر جمله گزیر باشدم از وی نه
۴۱۹ اما بود آنکه من مسلمان گردم | وین ترک می مغانه گویم هی نه
بائیم بلطف تو تولا کرده | وز طاعت و معصیت تبرا کرده
۴۲۰ آنجا که عنایت تو باشد باشد | ناکرده چو کرده کرده چون ناکرده
نقشیست که بر وجود ما ریختهٔ | صد بوالعجبی ز ما بر انگیختهٔ
۴۲۱ من زان به از این نمیتوانم بودن | کز بوته مرا چنین فرو ریختهٔ
اینک در ره بندگیت یکسان گردم | در هر دو جهان خدمت درگاه تو به
۴۲۲ حکمت تو ستانی و سعادت تو دهی | یارب تو بفضل خویش بستان و بده
ای رفته و باز آمده و خم گشته | نامت ز میان مردمان گم گشته
۴۲۳ ناخن همه جمع آمده و سم گشته | ریش از پس کون آمده و دم گشته
ای بیخبر از کار جهان هیچ نهٔ | بنیاد بباد دست از آن هیچ نهٔ
۴۲۴ شد حد وجود در میان و عدم | اطراف بود تو در میان هیچ نهٔ

425 هر روز بر آنم که کنم شب توبه — از جام و پیالهٔ لبالب توبه
اکنون که رسید وقت گل ترکم ده — در موسم گل ز توبه یا رب توبه

426 از درس علوم جمله بگریزی به — واندر سر زلف دلبر آویزی به
زان پیش که روزگار خونت ریزد — تو خون صراحی بقدح ریزی به

427 ای دل تو باسرار معما نرسی — در نکتهٔ زیرکان دانا نرسی
اینجا بمی و جام بهشتی می ساز — کانجا که بهشت است رسی یا نرسی

428 آنانکه ز پیش رفته اند ای ساقی — در خاک غرور خفته اند ای ساقی
رو باده خور و حقیقت از من بشنو — باد است هر آنچه گفته اند ای ساقی

429 ای دل چه به بزم آن صنم بنشستی — از خویش بریدی و بخود پیوستی
از جام فنا چو جرعه نوشیدی — از بود و نبودگان بکلی رستی

430 افتاده مرا ابلهی و مستی کاری — خلقم بچه میکنند ملامت باری
ای کاش که هر حرام مستی کردی — تا من بجهان ندیدمی هشیاری

431 ای آنکه نتیجهٔ چهار و هفتی — ور هفت و چهار دائم اندر تفتی
می خور که هزار بار بیشت گفتم — باز آمدنت نیست چو رفتی رفتی

432 بر رهگذرم هزار جا دام نهی — گوئی که کشمت اگر در او گام نهی
یک ذره ز حکم تو جهان خالی نیست — حکم تو کنی و عاصیم نام نهی

433 ای از حرم ذات تو عقل آگه نی — وز معصیت و طاعت ما مستغنی
مستم ز گناه و از رجا هشیارم — امید برحمت تو دارم یعنی

434 این کار جهان اگر به تقلید ستی — هر روز بجای خویشتن عید ستی
هر کس بمراد خویشتن برزدستی — گر زانکه نه این بیهده تهدید ستی

435 ای چرخ دلم همیشه غمناک کنی — پیراهن خرمی من چاک کنی
بادی که رسد بمن تو آتش آب کنی — آبی که خورم تو در دهن خاک کنی

436 ای دل ز غبار جسم اگر پاک شوی — تو روح مجردی بر افلاک شوی
عرش است نشیمن تو شرمت بادا — کائی و مقیم خطهٔ خاک شوی

ای کوزه گرا بکوش اگر هشیاری — تا چند کنی بر گل آدم خواری

انگشت فریدون و کف کیخسرو — بر چرخ نهاده چه پینداری

ای گل تو بروی دلربا میمانی — وی لعل تو بلعل جانفزا میمانی

ای بخت ستیزه کار هر دم با من — بیگانه تری و آشنا میمانی ۴۳۸

از مطبخ دنیا تو همه دود خوری — تا چند غم آن بود و نابود خوری

دنیا که برای او زیانیست عظیم — گر ترک زیان کنی همه سود خوری ۴۳۹

آزار دل خلق مجوی هم شبی — تا بر نکشند یاربی نیم شبی

بر مال و جمال خویشتن تکیه مکن — کانرا بشبی برند و این را بتبی ۴۴۰

اول بخودم چو آشنامی کردی — آخر زخودم چرا جدامی کردی

چون ترک منت نبود از روز نخست — سرگشته بعالم اخیر چرامی کردی ۴۴۱

ای کاش که جای آرمیدن بودی — یا این ره را بسر رسیدن بودی

کاش از پی صد هزار سال از دل خاک — چون سبزه امید بر دمیدن بودی ۴۴۲

از دفتر عشق بیگشودم فالی — ناگاه زسوز سینه صاحب حالی

میگفت خوشا کسی که در خانهٔ او — یاریست چو ماهی و شبی چون سالی ۴۴۳

از آمدن بهار و از رفتن دی — اوراق وجود ما همیگردد طی

می خور مخور اندوه که گفتست حکیم — غمهای جهان چو زهر و تریاکش می ۴۴۴

ای دل بمی و معشوق مکن در باغی — سالوس رها کن و مکن زرّاقی

اگر پیرو احمدی خوری جام شراب — زآن حوض که مرتضاش باشد ساقی ۴۴۵

بر سنگ زدم دوش سبوی کاشی — سرمست بدم که کردم این اوباشی

با من بزبان حال میگفت سبو — من چون تو بدم تو نیز چون من باشی ۴۴۶

بگرفت مرا ملالت از زراقی — بر خیز و سبک باده بیار ای ساقی

سجاده و طیلسان بمی ساز گرو — تا بو که شود لاف من اندر باقی ۴۴۷

برگیر زخود حساب اگر با خبری — کاول تو چه آوردی و آخر چه بری

گوئی نه خورم باده که می باید مرد — میباید مرد اگر خوری یا نه خوری ۴۴۸

بگشای درم که در گشاینده توئی — بنمای رهم که ره نماینده توئی

من دست بهیچ دستگیری ندهم — کایشان همه فانی اند و پاینده توئی ۴۴۹

با من تو هر آنچه گوئی از کین گوئی
۴۵۰ پیوسته مرا ملحد و بیدین گوئی
من خود مقرم بر آنچه هستم لیکن
انصاف بده ترا رسد کین گوئی

با درد بساز تا دوائی یابی
وز رنج منال تا شفائی یابی
میباش بوقت بینوائی شاکر
۴۵۱ تا عاقبت الامر نوائی یابی

تنگی می لعل خواهم و دیوانی
سد رمقی باید و نصف نانی
وانگه من و تو نشسته در ویرانی
۴۵۲ خوشتر بود از مملکت سلطانی

تا چند حدیث پنج و چار ای ساقی
۴۵۳ مشکل چه یکی چه صد هزار ای ساقی
خاکیم همه چنگ بساز ای ساقی
بادیم همه باده بیار ای ساقی

تا چند ز یاسین و برات ای ساقی
بنویس به میخانه برات ای ساقی
روزی که برات ما به میخانه برند
۴۵۴ آن روز به از شب برات ای ساقی

تا در تن تست استخوان و رگ و پی
از خانهٔ تقدیر منه بیرون پی
گردن منه ار خصم بود رستم زال
۴۵۵ منت مکش ار دوست بود حاتم طی

تا در هوس لعل لب و جام می
تا در پی آواز دف و چنگ نئی
اینها همه حشو است خدا امید اند
۴۵۶ تا ترک تعلق نکنی هیچ نئی

تن زن چو بزیر فلک بیباکی
۴۵۷ می نوش چو در عالم آفتناکی
چون اول و آخرت بجز خاکی نیست
انگار که در خاک نه بر خاکی

چون واقفی ای پسر ز هر اسراری
۴۵۸ چندین چه خوری بهر بیهوده تیماری
چون می نرود باختیاری کاری
خوش باش درین نفس که هستی باری

چندانکه نگاه میکنم هر سوئی
از سبزه بهشت است ز کوثر جوئی
صحرا چو بهشت شد ز دوزخ گوئی
۴۵۹ بنشین به بهشت با بهشتی روئی

در شعبده خانه جهان یار مجوی
بشنو ز من این حدیث و زنهار مگوی
با درد بساز و هیچ درمان مطلب
۴۶۰ با غم بنشین خرم و غمخوار مجوی

دو چیز که هست مایهٔ دانائی
بهتر ز همه حدیث ناگویائی
از خوردن هرچه هست ناخوردن به
وز صحبت هرچه هست به تنهائی

در باغ چو بد غوره ترش اول دی
شیرین ز چه گشت در تلخ چون آدمی

از چوب بہ تیشہ گر کسے کرد رباب   وز تیشہ چہ گوئی تو کہ میساز دانی
وانی بسپیدہ دم خروس سحری   ہر لحظہ چرا ہمیکند نوحہ گری
۲۴۳ یعنی کہ نمودند در آئینہ صبح   کز عمر شبے گذشت و تو بیخبری
در دہ مئے لعلِ لالہ گونِ صافی   بگشائے ز حلق شیشہ خونِ صافی
۲۴۴ کامروز برون ز جام مے نیست مرا   یکدوست کہ دارد اندرون صافی
در حکمت اگر ارسطو و جمہوری   در قدرت اگرچہ قیصر و فغفوری
۲۴۵ مے نوش ز جام جم کہ گور آخر کار   گر بہرامی کہ عاقبت در گوری
در کارگہ کوزہ گرے کردم رائے   در پایۂ چرخ دیدم استاد بپائے
۲۴۶ میکرد دلیر کوزہ را دستہ و سر   از کلۂ پادشاہ و از پائے گدائے
رو بیخبری گزین اگر باخبری   تا از کفِ مستانِ ازل بادہ خوری
۲۴۷ تو بیخبری بیخبری کار تو نیست   ہر بیخبرے را نرسد بیخبری
زان پیشتر ای صنم کہ در رہگذرے   خاک من و تو کوزہ کند کوزہ گرے
۲۴۸ زان کوزہ مے کہ نیست در وے ضررے   پر کن قدحی بخور بمن دہ دگرے
زینہار کنون کہ میتوانی بارے   بردار ز خاطر عزیزی بارے
۲۴۹ کین مملکت حسن نماند جاوید   از دست تو ہم برون رود یکبارے
زان پیش کہ از جام اجل مست شوی   زیر لگدِ حوادثہا پست شوی
۲۵۰ سرمایہ بدست آر اینجا کانجا   سودے نکنی اگر تہی دست شوی
سازندۂ کار مردہ و زندہ توئی   دارندۂ این چرخ پراگندہ توئی
۲۵۱ من گرچہ بدم خواجۂ این بندہ توئی   کس را چہ گنہ آفرینندہ توئی
ای بادۂ ناب اے مئے مینائی   چندان بخورم ترا من شیدائی
۲۵۲ کز دور مرا ہر کہ ببیند گوید   ای خواجہ شراب از کجائی آئی
شیخے بزن فاحشہ گفتا مستی   ہر لحظہ بدام دیگرے پابستی
۲۵۳ گفتا شیخا ہر آنچہ گوئی ہستم   اما تو چنانکہ می نمائی ہستی
عالم ہمہ گر چو گوئے افتد بگوئے   من مست و خراب خفتہ بر من بجوئے
۲۵۴ دوشم بخرابات گردانی کردند   خمار ہمیگفت کہ نیکو گروے

۴۷۴ گر گشته نهان روی بکسی ز تنهائی — گه در صور کون و مکان پیدائی
این جلوه گری بخویشتن بنمائی — خود عین عیانی و خودی بینائی
گر روی زمین بجمله آباد کنی — چندان نبود که خاطری شاد کنی
۴۷۵ گر بنده کنی بلطف آزادی را — بهتر که هزار بنده آزاد کنی
گر شادی خویشتن بر آن میدانی — کاسوده دلی را بغمی بنشانی
۴۷۶ در ماتم عقل خویش باشی همه عمر — میدار مصیبت که عجب نادانی
گر زانکه بدست آید از می دو منی — می خور تو بهر محفل و هر انجمنی
۴۷۷ کانکس که چنان کرد فراغت دارد — از سبلت چون توئی و ریش چو منی
گر دست دهد ز مغز گندم نانی — وز می دو منی ز گوسفندی رانی
۴۷۸ با لاله رخی نشسته در ویرانی — عیشی بود این نه حد هر سلطانی
گر شهره شوی بشهر شر الناسی — گر گوشه نشین شوی همه وسواسی
۴۷۹ به زان نبود گر خضر و الیاسی — کس نشناسد ترا تو کس نشناسی
ما و می و معشوق و صبوح ای ساقی — از ما نبود توبه نصوح ای ساقی
۴۸۰ تا کی خوانی قصه نوح ای ساقی — پیش آر سبک راحت روح ای ساقی
از سوی وصال تو مرا دست رسی — نه طاقت هجران تو دارم نفسی
۴۸۲ نه زهره که باز گویم این غم بکسی — مشکل کاریست طرفه غمخوش هوسی
هنگام صبوح است و خروش ای ساقی — ما و دکوی میفروشش ای ساقی
۴۸۳ چه جای صلاح است خموش ای ساقی — بگذر ز حدیث و زهد نوش ای ساقی
هنگام صبوح ای صنم فرخ پی — بر ساز ترانه و پیش آور می
۴۸۴ کافگند بخاک صد هزاران جم و کی — این آمدن تیرمه و رفتن دی
هان تا بر مستان بدرشتی نشوی — یا از در نیکوان بزشتی نشوی
۴۸۵ می خور که بخوردن و بناخوردن می — گر آلت دوزخی بهشتی نشوی
یزدان خواهم جهان دگرگون کندی — یا اکنون کندی تا نگرم چون کندی
۴۸۶ یا نام من از جریده بیرون کندی — یا روزی من ز غیب افزون کندی
۴۸۷ یا رب بگشای بر من از رزق دری — بی منت مخلوق رسان ما حضری

از باده چنان مست نگهدار مرا — گر بیخبری نباشدم در دل سرے
ای سوخته سوخته سوختنی — وے آتش دوزخ از تو افروختنی
۴۸۸ تا کے گویی که بر عمر رحمت کن — حق را تو کجا در رحمت آموختنی
خوش باش که پخته اند سودای تو دی — ایمن شده از همه تمنای تو دی
۴۸۹ تو شاد بزی که بے تقاضای تو دی — داده غم فرداکار فردای تو دی
اگر آمدنم بمن بدے نامدمے — ور نیز شدن بمن بدے کے شدمے
۴۹۰ به زان نبدے که اندرین عالم خاک — نه آمدمے نه شدمے نه بدمے
آدم چو صراحی بود و روح چو مے — قالب چو نے بود صدای در وے
۴۹۱ دانی چه بود آدم خاکی خیام — فانوس خیالی و چراغے در وے
ای چرخ همه خسیس را چیز دہی — گرمابه و آسیا و کاریز دہی
۴۹۲ آزاده بنان شب گردگان نه اند — شاید که برا ینچنین فلک تیز دہی
بر کوزه گرے بزیر کردم گذرے — از خاک همی نمود هر دم ہنرے
۴۹۳ من دیدم اگر ندید هر بے بصرے — خاک پدرم بر کف هر کوزه گرے
چون جنس مرا خاصه بد اند ساقی — صد فصل زهر نوع بر اند ساقی
۴۹۴ چون داماند برسم خود باده دهد — در حلق خودم در گذراند ساقی
اے دهر بگردهای خود معترفی — در خانقهٔ جور و ستم معتکفی
۴۹۵ نعمت بخسان دہی و زحمت بکسان — زین هردو برون نیست خری یا خرفی
پیوسته ز بهر شهوت نفسانی — این جان شریف را همی رنجانی
۴۹۶ آگاه نهٔ که آفت جان تو اند — آنها که تو در آرزوے ایشانی
ای آنکه خلاصهٔ چهار ارکانی — بشنو سخنے از عالم روحانی
۴۹۷ دیوی و ددی و ملک و انسانی — با تست هر آنچه می نمائی آنی
خواهی که پسندیدهٔ انام شوی — مقبول قبول خاصهٔ و عام شوی
۴۹۸ اندر پئے مومن و جهود و ترسا — بد گوے مباش تا نکو نام شوی
ای چرخ چه کرده ام ترا راست بگوے — پیوسته فگندهٔ مرا در تگ و پوے
۴۹۹ نانم ندهی تا نبری گوی بکوے — آبم ندهی تا نبری آب زروے
چندین غم بیهوده مخور شاد بزی — واندر ره بیداد تو با داد بزی
۵۰۰ چون آخر کار این جهان نیستی است — انگار که نیستی و آزاد بزی

تمام شد

حسینہ یورپ (پہلے غدر ہے) تھے جسمین انجمن کی ہیرو
انگریزی کورٹ شپ - ٹھگون اور بغاوت دہلی
کا تمام حال غدر کے متعلق عشقیہ ناولون مین
اعلے قیمت .... عہ/

شاہد رعنا - دہلی کی ایک مسلمان تائب
طوائف کی سوانح عمری - بقلم خود - حسن وعشق
کی تصویرین قیمت .... عہ/

محبوبہ فرانس - ایک مہ جبین فرانس کی
نازنین کی دلچسپ کہانی - اوسی کی زبانی - دنیا
کے نشیب و فراز کے تجربے - آفتون مین پھنسنا
مصیبتین سہنا - لیکن عصمت کو ہاتھ سے نہ دینا
بالآخر استقلال کا ثمرہ پانا اور اپنے عاشق
صادق کے وصال کے مزے اٹھانا عہ/

جذبات نادر - قدرتی خیالات کا سرچشمہ
نیچرل جذبات کا لہراتا ہوا دریا - نئے رنگ
نئے ڈھنگ کی شاعری کا گلدستہ - جسمین
خاص خاص نظمین یہ ہین - خواب نوشین - نظم
پروین - کتب بینی - چھپنے پہلی کویل - دریا - بہار
کی رنگ - صبح و شام کیونہ ہون وہ لوگ جنھین شاعری
کا چسکا ہے آئین اور اس خوان نعمت کا مزہ چکھین
قیمت ۸/

فرانس کا شاہزادہ - جسمین حملہ روم کپتان
جوناس بحری قزاق زبردست غلامون کا تاجر - ملکہ
مریم - سفیر فرانس - جنگ ڈبرا - جبر قلعہ گوندوانا شاہ
جنگ شاہزادی نگدالنا - ہندوستانی دار السلطنت
آگرہ - دربار شہنشاہ اکبر اعظم - سنگہ حسن سلطان - دارا
راناکا خون بہا - رانی پدم کی سہیلیان - راناکا قیدی

چتوڑ کا حشر - سلطنت فرانس کا تاج - پاک محبت
کی ہو بہو تصویرین مسلمانون - اور راجپوتون کی
رزم و بزم چشم دید واقعات - خدا کے کارخانے زمانہ
کی نیرنگیان - گردش ایام کا الٹ پھیر - پل مین بادشاہ
پل مین فقیر ہونیکا لطف نہایت دلکش پیرایہ مین
بیان کیے گئے ہین قیمت .... عمہ/

ذات شریف - ایک بیوقوف نوعمر نواب
زادے کا (جو ابھی بقید حیات ہین) ایک پری جمال
کی پری سے عشقبازی کرنا - ناول کے پیرایہ مین
سچی باتون کا بیان قیمت عمہ/

شریف زادہ - جسمین دکھلایا ہے کہ کیونکر ایک
شخص محنت اور جانفشانی سے دنیا مین کامیابی
حاصل کرتا ہے اور فکر معیشت سے فارغ ہوکر اپنا
وقت دوسرون کی بھلائی مین صرف کرتا ہے - ہر ناول
نوجوان کے پڑھنے کے قابل ہے قیمت عمہ/

طرحدار لونڈی - آستین کا سانپ
ایک دولتمند مگر غافل گھر کا ڈھنگ اور سمجھدار اور
ہوشیار چالاک لونڈی کی چالاکیون جائز و ناجائز
تدابیر ترقی کا خیال اور آخر کو پیشہ ور عورت بن سکے
اپنی درست کرنے اور اس غافل گھر کے مفلس
اور تباہ ہونے اور لونڈی کے ایک مقدمہ مین
پھنسکے جیلخانہ جانیکا حال حسن وعشق کی بولتی چالتی
تصویرین اگر آپ میان بخشو اور نجیبا لونڈی
کی گفتگو پڑھکر پھڑک نہ جائین تو ہمارا ذمہ
علاوہ اسکے لکھنؤ کی محلات کی بول
بول چال - روزمرہ حسن بیان...
قیمت ۱۸/

دفتر رسالۂ ناول - امین آباد لکھنؤ مین فروخت کے لئے موجود ہین

عروس ہمدان - ڈرائنس کی ایک حسینہ و جمیلہ خاتون کی جسکی قسمت کو عشق نے ایک ڈاکو کی قسمت کے ساتھ وابستہ کر دیا تھا پر حسرت اور پر اسرار سرگذشت ہی عجیب عجیب حیرتناک اور پر اسرار واقعات ہین مختصر یہ کہ ہین ناکامان محبت کی علیحدہ علیحدہ پر اسرار سرگذشت ہی قیمت ...... عہ

شہزادہ سلیم کی وفاداری - جسمین حسن و عشق کا ولولہ انگیز فسانہ عاشق مزاجون کے لئے لذیذ اور خوشگوار کھانا - عورت ذات کی راستبازی ثابت قدمی - اور اخلاقی جرأت مردانہ وار پند و نصائح کا خزانہ ملفوف ہے قیمت ...... عہ

بحری ڈاکو - ایک نہایت ہی دلچسپ انگریزی ناول کا ترجمہ ہے جس سے زمانہ کی نیرنگیون کا بہت کچھ تجربہ حاصل ہو سکتا ہے قیمت ... عہ

رضیہ سلطانہ - جسمین ہندوستان کی حسین ملکہ رضیہ سلطانہ اور ملک بختیار الدین کی مہمات کا تاریخی واقعہ نہایت دلفریب پیرایہ مین بیان کیا گیا ہے مصنفہ حضرت ریاض قیمت ۶

کیفر کردار - یہ ناول تیس ۳۰ برس کی کتب بینی و ناول خوانی کا ثمرہ ہے عیاری عجائبات معیار عشق و شہوت عبرت. ایک کتاب پانچ فائدے ہر مذاق کے انسان کے لیئے دل لگی کے ساتھ وقت گذارنے کا مفید مصالح - قیمت عہ

شادی و غم - شہنشاہ اکبر کے زمانہ کے ایک دلکش واقعہ کا فوٹو جسمین اسلامی محبت کیسا تھ ہی راجپوتون کے استقلال سالی بہادریون اور قومی حمیت کا پورا حال ہے انتہا درجہ کا دلچسپ ناول ہے عہ

لال بی بی - اس ظریفانہ اور پر مذاق ناول مین عاشقانہ جذبات کے علاوہ علمی اور اخلاقی حکیمانہ فلسفیانہ مباحثہ نہایت خوبی کیساتھ لکھے گئے ہین - یہ ناول عاشقانہ جذبات سے نوجوان طبیعتون کو بھڑکانے والا نہین بلکہ عیاشی کے نتیجے نظر مین پیش کر کے ... زمانہ کا کام دیتا ہے شاہد بازاری کے پوشیدہ ... [illegible] کی دغابازی غرضکہ نیرنگئے زمانہ کا آئینہ ہے - قیمت عہ

ناخوانده مہمان - اس سے زیاده [illegible] اور بہتر ناول آج تک انگریزی سے ترجمہ [illegible] فریبی اور بدمعاش عورتون کے [illegible] نکالنے کیوقت خاوند کو بھائی بنانے کی ترغیب نوجوان دوشیزہ لڑکیون کا عشق اندھیر کل نظیر واقعات کا اخلاقی نتیجہ ایک عجیب پیرایے مین لکھا گیا ہے - قیمت .... عہ

وفادار بی بی - ایک یورپین لیڈی کی سچی وفاداری اور شوہر پرستی کا پورا پورا ثبوت - کوتاہ اندیش شوہر کی ناواجب بدظنی - گرانتہا درجے کی مایوسیون سے بیوی کا پاکدامنی کو ہاتھ سے نہ دینا - قیمت ۸

انارکلی - ایک دلچسپ تاریخی فسانہ شمس العلما مشہور ربہ انارکلی اور شاہزادہ سلیم یعنی شاہنشاہ جہانگیر کے عشق اور محبت کا درد انگیز حال ایک دلچسپ پیرایہ مین درج ہے - قیمت ...... عہ

نیلا یا محاصرہ غرناطہ - جسمین مسلمانان سپین کی آخری جنگ و جدل اور ہزیمت کے تاریخی واقعات دکھائے گئے ہین - قیمت عہ